



اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویروں
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں



اشاعت کا ۶۶ واں سال

ستمبر ۲۰۱۸ عیسوی

محرم الحرام ۱۴۴۰ ہجری

جلد ۶۶

شمارہ ۹

یادگار : شہید پاکستان حکیم محمد سعید

ماہنامہ ہمدرد و نونہال

رکن آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی

36620949 - 36620945

36616004 - 36616001

(066 یا 052)

(92-021) 36611755

hfp@hamdardfoundation.org

www.hamdardfoundation.org

www.hamdard.com.pk

www.hakimsaid.info

www.facebook.com/Hamdardfoundationpakistan

لیفٹ فون

ایڈیٹیشن

پرنٹنگ ہاؤس

ای میل

ویب سائٹ امداد فاؤنڈیشن پاکستان

ویب سائٹ ہمدرد نیوز پیپر (دقیقہ)

ویب سائٹ ادارہ حکیم سعید

لیبرری

صدر مجلس

سعید یار راشد

مدیراعلا

مسعود احمد برکاتی

سالانہ (رجسٹرڈ)

۵۰۰ روپے

قیمت عام شمارہ

۳۵ روپے

سالانہ (غیر مناسک)

۵۰ روپے

سالانہ (خیراتی لینے پر)

۳۳۰ روپے

سالانہ (عام مناسک)

۳۸۰ روپے

قرآنی آیات اور احادیث نبوی

کا احترام ہم سب پر فرض ہے۔

ہمدرد فاؤنڈیشن نے عظیم نونہالان پاکستان کی تعلیم و تربیت اور صحت و مسرت کے لیے شائع کیا۔

ڈاک خانے کے لئے قاعدوں کی وجہ سے آئندہ ہمدرد نونہال کی قیمت صرف

ایک ڈرافٹ یا پی آر آر کی صورت میں قابل قبول ہوگی، VPP بھیجنا ممکن نہیں ہے۔

سعید یار راشد پبلشر نے ماس پروٹوکول راجی سے چھپوا کر

ادارہ مطبوعات ہمدرد قائم آباد کراچی سے شائع کیا

دفتر ہمدرد نونہال، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی ۷۴۶۰۰

ISSN 02 59-3734

Hamdard

INSPIRED BY NATURE
PRODUCED IN PAKISTAN

صافی کا باقاعدہ استعمال

چہرہ و مکتار ہے پورا سال



f Hamdardpk.com

اس شمارے میں کیا کیا ہے؟

- | | | |
|----|--------------------------|---------------------|
| ۳ | جاگو چکاؤ | شہید حکیم محمد سعید |
| ۵ | پہلی بات | سلیم فرخی |
| ۶ | مہرباری تعالیٰ | احمد شریف |
| ۷ | حق کا علم (نغمہ) | عاصمہ گل عصمی |
| ۸ | روشن خیالات | نغمہ گل جیس |
| ۹ | ایسے تھے قائد اعظم | اطہر رفیق ڈوگر |
| ۱۲ | عطارد کا توتا | حکایت سعدی |
| ۳۲ | سرحدوں کے رکھوالے (نغمہ) | مہس القمر عاصف |
| ۳۳ | نام بوجھے | سلیم فرخی |
| ۳۷ | سر سید احمد خاں کا بچپن | نسرین شاہین |
| ۴۰ | پرچم پیارا (نغمہ) | محمد شفیق اعوان |
| ۴۱ | انوکھی مچھلیاں | ظفر شمیم |
| ۵۶ | ہنسی گھر | نغمہ مزاج نگار |
| ۵۹ | فرخ گوش | رانا محمد شاہد |

۱۳ وہ کون تھا؟

سیدہ مبینہ فاطمہ عابدی
ایک بڑا سراپے کی حیرت انگیز کہانی
کیا وہ دوسری دنیا سے آیا تھا؟

۳۵ جاوہری برش

عائزہ خان
جو بھی تصویر وہ بناتا تھا،
وہ حقیقت کا روپ دھار لیتی تھی۔

۶۹ ایک دن کا شیر

حماد سارنگ
ایک انسان جس نے شیر بن کر
دوسرے انسان کو کھالیا تھا۔ جتنی کہانی

۱۰۱ بزرگ کی دعا

رہا انور شہزاد

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جسے خدا
نے ایک عجیب صلاحیت بخشی تھی۔

۱۳ کھنٹی والا جن

تفسیر حید

حکم کے غلام جن کی کہانی جس کا
ہر کام اٹا ہوتا تھا۔ مزاحیہ کہانی

۲۱ بلا عنوان انعامی کہانی

ناصر محمود فرہاد

اس مزاحیہ کہانی کا عنوان بتا کر
ایک کتاب حاصل کریں

علم در پیچ

نکتہ داں نوٹہال

ہمدرد نوٹہال اسٹیلی

سید علی بخاری

نوٹہال خبر نامہ

سلیم فرخی

بیت ہاڑی

خوش ذوق نوٹہال

بلٹ پروف کتاب

.....

بڑکلیا

ذائقہ پسند نوٹہال

نوٹہال ادیب

لکھنے والے نوٹہال

ڈانٹیں درزش

غزالہ امام

نوٹہال مصور

نغمہ فن کار

سائنسی بیانے

ایم اسلم مغل

آدمی ملاقات

نوٹہال پڑھنے والے

معلومات افزا-۲۷۳

سلیم فرخی

جوابات معلومات افزا-۲۷۱

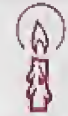
ادارہ

انعامات بلا عنوان کہانی

ادارہ

نوٹہال لغت

ادارہ



اچھا آدمی وہ ہے جو ہر کام خوش اسلوبی سے کرے۔ خوبی یہ ہے کہ جو کام کیا جائے، وہ اپنے لیے بھی راحت اور خوشی کا سبب بنے اور دوسروں کے لیے بھی تکلیف نہ ہو، بلکہ جہاں تک ہو سکے، ان کے آرام اور خوشی کا بھی خیال رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ بات پسند ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے، جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری تیز کر رہا تھا اور بکری یہ دیکھ رہی تھی۔

حضورؐ نے فرمایا: ”کیا یہ بکری ذبح ہونے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو ڈہری موت دینا چاہتے ہو؟“

حضورؐ کے اس ارشاد سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان ہو یا جانور، اس کو غیر ضروری تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

حسن سلوک ایسی چیز ہے جس کا اظہار ہر وقت، ہر موقع پر اور ہر شخص سے ہو سکتا ہے۔ روزانہ صبح سے شام تک آپ کا واسطہ سیکڑوں آدمیوں سے پڑتا ہے۔ کسی سے سرسری ملاقات ہوتی ہے، کسی سے تفصیلی بات چیت ہوتی ہے، کسی سے صرف سلام دعا تک ہی بات پہنچتی ہے، لیکن آپ ان سب کے ساتھ اچھے سلوک کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ ان سے اخلاق، محبت اور نرمی سے پیش آ سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کو بھی سکون ملے گا اور ان پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔

جو لوگ اس نکتے کو سمجھ لیتے ہیں، ان کو سب لوگ پسند کرتے ہیں۔

(ہمدرد لونہال جولائی ۱۹۹۶ء سے لیا گیا)

السلام علیکم! سب سے پہلے تو نئے اسلامی سال کی مبارک باد قبول کیجیے۔ محرم الحرام کا یہ مہینا ایک الم ناک واقعے یعنی شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد دلاتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ مسند خلافت کو زبردستی حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے، لیکن عامۃ المسلمین نے جب آپ کی بیعت پر اصرار کیا تو انھوں نے درخواست منظور کر لی۔ بیعت کرنے میں اہل عراقی خصوصاً کوفہ کے لوگ سب سے آگے تھے۔ انھوں نے لکھا کہ آپ آجائے ہم آپ کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ خاندان سمیت چند ساتھیوں کے ساتھ عراق کے لیے روانہ ہوئے۔ چوں کہ وہ لڑائی کے ارادے سے نہیں نکلے تھے، اس لیے خاندان والوں کو ساتھ لے لیا تھا۔ انھیں راستے میں اطلاع مل گئی کہ کوفہ کے لوگ ایک سازش کے تحت آپؑ کو وہاں بلانا چاہتے ہیں۔ یہ جان کر انھوں نے واپس مکہ جانے کا ارادہ کیا تو کوفیوں کا ایک وفد آیا اور قسمیں کھائیں کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ امام حسینؑ راضی ہو گئے۔ اس کے بعد اہل ایمان کی جو شہادتیں ہوئیں، وہ ہم سب کے علم میں ہے۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ ہجری (۱۰ اکتوبر ۶۸۰ عیسوی) کا ہے۔

اس بار نئے اسلامی سال یعنی محرم الحرام کا چاند انگریزی کیلنڈر کے مطابق ۱۱ ستمبر کو نظر آئے گا۔ ۱۱ ستمبر کی تاریخ بھی ہمیں غمگین کر دیتی ہے۔ اس تاریخ کو ہمیں پاکستان کا تحفہ دینے والے، ہمارے راہ نما قائد اعظم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ لیاقت علی خاں نے قوم کو سہارا دیا، لیکن انھیں بھی ہم سے چھین لیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک قوم بے آسرا ہے۔ قائد اعظم عملی انسان تھے۔ جو کہتے تھے، وہی کرتے تھے۔ انھوں نے خلاف قانون کوئی کام نہیں کیا۔ نہ کبھی رشوت دی، نہ لی۔ سرکاری رقم نہیں کھائی۔ ٹیکس نہیں بچایا۔ اپنی آمدنی نہیں چھپائی۔ کسی کا حق نہیں مارا۔ پوری زندگی وقت کی پابندی کی۔ کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ اصولوں پر کبھی سمجھوتا نہیں کیا۔ اقربا پروری نہیں کی۔ یہ اوصاف ایک اچھے انسان کی پہچان ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو بھی اچھا انسان بنادے، لیکن اس کے لیے عمل بہت ضروری ہے۔ عمل کے لیے جذبہ کی ضرورت ہے اور جذبہ تعلیم سے پیدا ہوتا ہے، لیکن تعلیم ڈگری حاصل کرنے کے لیے نہ ہو، بلکہ انسان بننے کے لیے ہو۔ آئندہ ماہ تک کے لیے خدا حافظ۔ ۵

حمد باری تعالیٰ

کس کے ہیں سب چاند ستارے
کس کے ہیں دریا و کنارے

صحرا کس کے ، جنگل کس کے
بارش کس کی ، بادل کس کے

برکت کس کی ، رحمت کس کی
ہم سب پر ہے شفقت کس کی

کس کی پنسل ، کس کی تختی
کون ہے کرتا نرمی سختی

جان ہے کس کی ، آن ہے کس کی
اونچا شملہ شان ہے کس کی

کون شریف ، ہے مالک و خالق
سب دنیا کا کون ہے رازق

اللہ ہی تو ہے دنیا کا خالق
بے شک وہ ہے دنیا کا رازق

حق کا علم

بازی لگائی جان کی حضرت حسینؑ نے
حق پر نہ آنچ آنے دی حضرت حسینؑ نے

باطل کے سامنے نہ جھکو جیتے جی کبھی
کیا بات دور کی کہی حضرت حسینؑ نے

تیروں کی بارشوں میں بھی سجدہ کیا ادا
اور جان دی ہنسی خوشی حضرت حسینؑ نے

حق کی رضا کے واسطے کنبہ لٹا دیا
عزت بچالی دین کی حضرت حسینؑ نے

یوں سامنے یزید کے سینہ سپر ہوئے
رکھ دی مٹاکے ہر بدی حضرت حسینؑ نے

اسلام ہو خطر میں تو جانیں کرو ثار
تعلیم ہم کو دی یہی حضرت حسینؑ نے

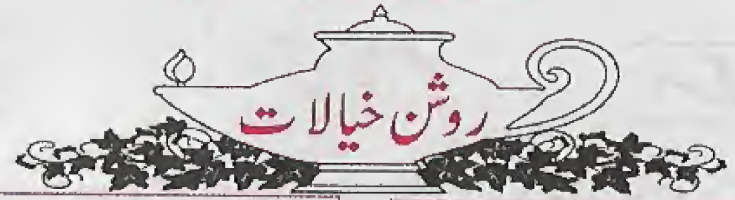
ظلم و ستم سہے بھی ہیں صبر و ثبات میں
آنے نہ دی ذرا کی حضرت حسینؑ نے

ایک ایک کر کے لخت جگر ہو گئے شہید
پردانہ کی مگر کوئی حضرت حسینؑ نے

اونچا رکھا سدا علم حق جہان میں

مثل پیبر و علیؑ حضرت حسینؑ نے

سونے سے لکھنے کے قابل زندگی آموز باتیں



افلاطون

علم سے محبت کرنا، دراصل عقل سے محبت کرنا ہے۔
مرسلہ: عہدہ اریہ پول ویم حیدر، لیاری ٹاؤن

گوتم بودھ

جو چیز بے انسانی سے حاصل ہو، وہ زہری طرح ہے۔
مرسلہ: خدیجہ محمد، دھیر

گوئے

جس کا ارادہ مضبوط اور اٹل ہے، وہ دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال سکتا ہے۔
مرسلہ: عائشہ صدیق، کراچی

جارج پریٹ

مسکراتا چہرہ معمولی کھانے کو ڈانٹنے دار بنا دیتا ہے۔
مرسلہ: مہک اکرم، لیاقت آباد

والٹیر

وہ علم بے کار ہے، جو آداب معاشرت نہ سکھائے۔
مرسلہ: اریہ افروز، ناظم آباد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان کے دو حصے ہیں: "مہر اور شکر"۔
مرسلہ: محمد معین انصاری، کراچی

حضرت علی کرم اللہ وجہ

اختیار، طاقت اور دولت ملنے پر لوگ بدلتے ہیں، بلکہ بے نقاب ہو جاتے ہیں۔
مرسلہ: نسیب ناصر، فیصل آباد

الفارابی

تو بہ انسان کو ہر قصور سے بری کر سکتی ہے۔
مرسلہ: روبینہ ناز، کراچی

واصف علی واصف

اچھے لوگوں کا ملنا، اچھے مستقبل کی ضمانت ہے۔
مرسلہ: ابراہیم احمد خان، اورنگی ٹاؤن

ارسطو

غصہ اس سنگتی ہوئی کڑی کی مانند ہے جو دوسروں کو جلانے سے پہلے غصہ کرنے والے کو جلاتی ہے۔
مرسلہ: رانا کامران، ملدیہ ٹاؤن

ایسے تھے قائد اعظم

اطہر رفیق ڈوگر

قائد اعظم اور سفارش

ایک دفعہ قائد اعظم کے ایک دوست نے لکھا کہ حیدر آباد کے ریڈیٹ جنرل سے سفارش کر دیں کہ ان کو دوبارہ ملازمت پر بحال کر دیا جائے۔ قائد اعظم نے اسے جواب دیا کہ انگریز حکام سے سفارش کرنا، میرے اصول کے خلاف ہے۔ میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا اور نہ اب کروں گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ان پر کیسی بے دھڑک نکتہ چینی کرتا ہوں۔ اگر میں کسی دوسرے کے لیے کسی انگریز عہدے دار سے سفارش تو کیا فرمائش بھی کر دوں تو وہ بڑی خوشی سے پوری کر دے گا، مگر اگلے دن جب میں اسمبلی میں اس کے کام پر یا مجھے پر تنقید کرنے کھڑا ہوں گا اور وہ مجھے دیکھ کر طنز یہ مسکرائے گا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر میں بے لاگ اور بے باک تقریر کر سکوں گا۔

ذہانت

قائد اعظم کو تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ایک بار کریکٹر سرٹی فکیٹ کی ضرورت پڑی۔ یہ سرٹی فکیٹ چیف جسٹس کا ہونا چاہیے تھا۔ قائد اعظم اس سے واقف نہ تھے اور اپنے کام کے لیے کسی سے سفارش بھی پسند نہ کرتے تھے۔

ایک دن پہلے سے لکھا ہوا کریکٹر سرٹی فکیٹ جیب میں رکھ کر چیف جسٹس کے پاس پہنچ گئے اور اس سے اچانک سوال کیا: "جناب چیف جسٹس! میں آپ کو کس قسم کا انسان نظر آتا ہوں؟"

ستمبر ۲۰۱۸ء

۹

ماہ نامہ ہمدرد نوںہال

ستمبر ۲۰۱۸ء

۸

ماہ نامہ ہمدرد نوںہال

چیف جسٹس نے اوپر سے نیچے تک قائد اعظم کا جائزہ لیا۔ ان کا صاف ستھرا لباس ایسا تھا کہ کہیں شکن کا نام تک نہ تھا۔ وضع قطع سے چست اور مستعد۔ وہ اس نوجوان سے بڑا متاثر ہوا اور جواب دیا: ”انتہائی شریف انسان۔“

قائد اعظم نے جیب سے کریکٹر سرٹی فلیٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا اور کہا: ”جناب والا! جو کچھ آپ اپنی زبان سے فرما رہے ہیں، اس پر دستخط کر کے اپنے قلم سے اس کی تصدیق بھی فرمادیں۔“

چیف جسٹس بے باک نوجوان کی ذہانت کے آگے بے بس ہو گیا اور خاموشی سے دستخط کر دیے۔

دیانت

قائد اعظم بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے بمبئی کے ایک بہت بڑے تاجر کا مقدمہ پندرہ ہزار روپے میں لیا، لیکن آپ کی اُمید کے خلاف مقدمہ جلد ختم ہو گیا۔ آپ نے اپنی ان دنوں کی فیس لے لی اور باقی رقم واپس کر دی۔ اس زمانے میں یہ ایک بہت بڑی رقم تھی۔ اس طرح ایک اور مقدمہ کے ختم ہونے پر مقررہ فیس سے زیادہ رقم دی گئی، کیوں کہ وہ مقدمہ جیت لیا گیا تھا، مگر آپ نے اپنی فیس لے کر باقی رقم واپس کر دی۔ دیانت داری قائد اعظم کے ضمیر میں رچی ہوئی تھی، اس لیے نہ صرف سیاست داں کی حیثیت سے بلکہ ایک عام انسان کی حیثیت سے بھی وہ دیانت کا نشان تھے۔

قائدانہ صلاحیتیں

قائد اعظم مضبوط ارادے کے مالک ایک عظیم رہنما تھے۔ وہ برطانوی اقتدار کے

سامنے ایک چٹان تھے۔ یہی وہ خصوصیت تھی جس کی بنیاد پر ہندستان کے مسلمانوں نے اپنے مستقبل کی باگ ان کے ہاتھ میں تھما دی تھی۔

قیام پاکستان سے کچھ عرصے قبل ایک بار جب قائد اعظم علما اور مشائخ کی دعوت پر صوبہ سرحد تشریف لے گئے تو واپسی میں علما کا وفد ادب اور عقیدت سے قائد اعظم کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب یہ حضرات قائد اعظم کو کار تک پہنچا کر واپس ہوئے تو قائد اعظم کے قریبی ساتھی سردار عبدالرب نشتر سے رہا نہ گیا۔ انھوں نے کار میں قائد اعظم سے کہا: ”جناب! آج میرا دل خوشی سے بے قابو ہوا جا رہا ہے۔“

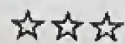
جب قائد اعظم نے وجہ معلوم کی تو انھوں نے بتایا: ”میں نے دیکھا کہ وہ علما حضرات جو ہمیں اپنے مقابلے میں دنیا دار اور حقیر سمجھتے ہیں، آج وہ ہمارے پیچھے ادب و احترام سے سر جھکائے چل رہے تھے۔“

”کیا تمہیں اس کی وجہ معلوم ہے؟“ قائد اعظم نے پوچھا۔

”آپ بتائیے۔“ سردار عبدالرب نشتر نے کہا۔

قائد اعظم نے فرمایا: ”اس کی وجہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتی کہ ان لوگوں کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ میں ان کے حقوق کسی قیمت پر بھی سچ نہیں سکتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ سب لوگ تمہاری عزت کریں تو اپنے اندر یہی خصوصیت پیدا کرو۔“

قائد اعظم بلاشبہ وہ عظیم انسان تھے، جنھوں نے منجد ہار میں پھنسی ہوئی مسلمانوں کی کشتی کو پار لگایا اور آخرا سے منزل پر پہنچا دیا۔



عطار کا توتا

کسی شہر میں ایک عطار (عطر فروش) نے توتا پال رکھا تھا۔ جو عام توتوں کی طرح نہ تھا کہ جو بات سکھادی، وہی دہرا دی، بلکہ وہ انسان کے بچے کی طرح سمجھ دار تھا۔ عطار کا دل میٹھی میٹھی باتوں سے خوش رکھتا اور جب عطار دکان سے غیر حاضر رہتا تو وہ اس کی خوب اچھی طرح نگہبانی کرتا اور کسی کو کوئی چیز اٹھانے نہ دیتا۔

ایک دن عطار غیر حاضر تھا کہ ایک بڑی بلی دکان میں آ گئی۔ بلی کیا تھی شیر بہر کی بہن تھی۔ جتنے دکان میں چوہے تھے، اس نے مار مار کر ڈھیر کر دیے۔ یہ منظر دیکھ کر توتا سہم گیا اور خوف کی حالت میں پھڑ پھڑا کر پنجرے کی تیلیاں توڑ ڈالیں۔ اسی عالم بے خودی میں اس نے جو جست لگائی تو پنجرے کو بھی لے اڑا، جس سے پنجرے کے پاس رکھے ہوئے روغن بادام کا شیشے کا مرتبان ٹھیس لگ کر ٹوٹ گیا اور روغن بہ کر ضائع ہو گیا۔ پھر پنجرے کے اندر ہی ایک جانب دُک بک گیا۔

عطار نے واپس آ کر دیکھا کہ فرش تمام روغن بادام سے تر ہو رہا ہے۔ شیشے ٹوٹے پڑے ہیں۔ پنجرے کی تیلیاں بھی سلامت نہیں۔ حیران رہ گیا کہ الہی! یہ کیا ماجرا ہے۔ اسی پریشانی کی حالت میں اس کے دل نے فیصلہ کیا کہ سب قصور توتے کا ہے۔ پس غصے میں اس نے پنجرہ ہاتھ میں لیا اور اسے زمین پر پٹخ دیا اور مار مار کر توتے کا سر گنجا کر دیا۔ توتا شرمندگی اور رنج کے مارے گونگا بن گیا اور پنجرے کے ایک گوشے میں دُک بک کر بیٹھ رہا۔ اس کی شیریں بیانی اور حاضر جوابی بالکل جاتی رہی۔ اس کی چپ سے مالک کا دل بھی گھبرا گیا اور اپنے کیے پر پچھتایا کہ میں نے کیوں اسے مار کر خاموش کر دیا۔ اب لگا

توتے کو پھوری کھلا کر خوش کرنے اور منتیں ماننے کہ اگر وہ پھر بولنے لگ جائے تو میں اتنے روپے درویشوں کو بطور شکرانہ دوں گا۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے، مگر توتا نہ بولا۔

ایک دن عطار کے نصیب جاگے۔ ایک سنجے فقیر نے دکان کے پاس آ کر صدا لگائی: ”کر بھلا ہو بھلا۔“ اس سنجے فقیر کی شکل دیکھ کر توتے کو ہنسی آ گئی، وہ تہقہہ مار کر ہنسا اور پوچھنے لگا: ”اے سائیں! مجھے بتا، تیرا سر کس طرح گنجا ہوا؟ سچ بچ کہنا، کیا توتے بھی کسی عطار کے شیشے کا مرتبان توڑ ڈالا تھا؟ کیا توتے بھی روغن بادام گرا دیا تھا، جس کی پاداش میں مار مار کر تیری چند یا پر سے بال اڑا دیے گئے؟“

دکان دار توتے کے پھر بولنے پر بہت خوش ہوا۔ اس نے سنجے سائیں کو منت کا روپیہ عطا کیا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ تیرے آنے سے میرا پیارا توتا پھر مبر سکوت توڑ کر گویا ہوا ہے اور میری دکان کی رونق پھر قائم ہو گئی، مگر لوگ توتے کے قیاس پر بہت ہنسے کہ اس نے فقیر کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

مولانا رومی فرماتے ہیں: ”اے بے سمجھ انسان! اپنے بزرگوں کے متعلق قیاس نہ کر اور یہ نہ کہہ کہ وہ بھی بشر، میں بھی بشر۔ دیکھ! شیر (شی ر) اور شیر (شے ر) کے الفاظ ایک ہی طرح کے ہیں، مگر ان کے معنوں میں فرق ہے۔ شیر یعنی دودھ آدمی کی خوراک ہے اور شیر آدمی کو بھی کھا جاتا ہے۔ ایک عام ہرن ہے کہ گھاس کھا کر میٹھی نکالتا ہے اور ایک ختن کا ہرن ہے، جو وہی گھاس کھا کر مشک پیدا کرتا ہے۔ وہی روٹی کھا کر ایک آدمی خرمستیاں کرنے لگتا ہے اور وہی روٹی کھا کر جہاد اور مجاہدہ کرتا ہے۔ ایک کے جسم میں روٹی نے ظلمتِ کفر و طغیان پیدا کیا اور دوسرے آدمی میں نورِ رحمان آیا۔“ ☆

وہ کون تھا؟

سیدہ مبینہ فاطمہ عابدی

آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ کچھ پرندے گھونسلوں میں دُکے ہوئے اور کچھ دانے پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ ایسے میں ایک بانسری کی آواز آس پاس کے ماحول کو بہت خوب صورت بنا رہی تھی۔ راجو جو دُور پہاڑوں کے دامن میں بکریاں چرا رہا تھا، بانسری کی آواز سن کر بکریوں کے ریوڑ کو ہانکتا ہوا اسی سمت آ گیا، جہاں سے یہ آواز آرہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک دس بارہ سال کا معصوم سا بچہ درخت سے ٹیک لگائے، آنکھیں بند کیے، ارد گرد سے بے نیاز، بانسری بجا رہا ہے۔ راجو خاموشی سے اسے دیکھنے لگا، مگر اس کی بکریوں کے گلے میں پڑی گھنٹیاں ان کی ذرا سی حرکت سے بج رہی تھیں۔ گھنٹیوں کے شور سے بچے نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور بانسری اپنے ہاتھوں میں پکڑ لی۔

ایک لمحے کو راجو کو وہ بہت پُر اسرار سا لگا، کیوں کہ اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک تھی۔ راجو ایک بہادر انسان تھا، اس لیے وہ اس بچے کے قریب چلا آیا۔ اب بچے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ راجو نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اپنی بستی کے تمام بچوں کو راجو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کی بستی میں کوئی بچہ اتنی خوب صورت بانسری نہیں بجاتا تھا۔ وہ بچہ راجو کے سوالوں کے جواب دینے کے بجائے خاموش رہا۔ راجو سمجھا کہ وہ شاید خوف زدہ ہے، اس لیے اب کی بار اس نے بہت پیار سے کہا: ”بیٹا! تم کسی دوسری بستی کے معلوم ہوتے ہو، یہ بتاؤ کہ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟“

بچہ اب بھی خاموش رہا تو راجو سمجھ گیا کہ بے چارہ یہ گونگا ہے۔ تب اس نے پوچھا: ”اچھا، یہ بتاؤ کہ بھوک لگی ہے، کھانا کھاؤ گے؟“

بچے نے اشارے سے بتا دیا کہ وہ بھوکا ہے۔ راجو اسے اپنے گھر لے آیا۔ اس کا گھر چھوٹے چھوٹے دو کمروں پر مشتمل تھا۔ ایک کمرے میں راجو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا اور دوسرے کمرے کو اس نے بیٹھک بنا رکھا تھا۔ راجو نے بچے کو بیٹھک میں بٹھایا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی بیوی بچے بھی وہیں آ گئے۔ راجو نے بچے کے بارے میں بتایا کہ وہ گونگا ہے، اسی لیے کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا، البتہ اس کی آنکھوں کی چمک سے بچے سہم سے گئے۔ راجو کی بیوی ساگ روٹی اور لسی کا گلاس لے آئی۔

شام تک ساری بستی کو بچے کے بارے میں معلوم ہو گیا اور لوگ اسے دیکھنے کے لیے آنے لگے۔ بستی کے سارے ہی لوگ اس سے بہت محبت سے پیش آئے۔ سب اس کے اور اس کے ماں باپ کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے۔ سب لوگوں نے اسے لاوارث سمجھا اور اس پر ترس کھا کر اسے اپنی بستی میں رکھنے پر آمادہ ہو گئے اور اسے شامو کے نام سے پکارنے لگے۔

اس طرح وہ راجو کے گھر رہنے لگا، لیکن وہ عام بچوں سے بہت مختلف تھا۔ اس کے رہنے سہنے کا انداز دیکھ کر بستی والے بہت حیران تھے۔ نہ تو وہ کوئی کھیل کھیلتا اور نہ عام بچوں کی طرح کسی سے کبھی الجھتا۔ وہ صبح سویرے اسی جنگل کی طرف چلا جاتا، جہاں راجو کو وہ پہلی بار ملا تھا اور اسی درخت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بانسری بجاتا رہتا۔ اس کی بانسری کی آواز بستی والوں کے دلوں میں اُتر جاتی تھی۔



ساتھ گزارنے لگا۔ شامو خاموشی سے اس کی باتیں سنتا اور کسی بات کے جواب میں کبھی کبھی اشارہ کر دیتا۔ باقی وقت وہ اپنی بانسری بجاتا رہتا۔
رومی نے سوچا کہ اگر وہ کسی طرح شامو کی بانسری حاصل کر لے تو وہ بھی ہر ناممکن کام کو ممکن بنا سکتا ہے۔ بستی کے سارے لوگ اس کے پیچھے پھریں گے اور وہ اپنے دشمنوں کو بھی زیر کر سکے گا۔

ایک دن موقع پا کر اس نے شامو کی بانسری پڑالی۔ شامو بہت اُداس ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں اب چمک کے ساتھ ساتھ سرخی بھی رہنے لگی تھی۔ کوئی اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ بانسری چوری ہونے کی خبر پوری بستی میں پھیل گئی۔ ہر شخص یہ ان تھا۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی ایسی حرکت کرے گا۔

ایک دن جب راجو اپنی بکریاں پڑا رہا تھا تو نہ جانے ایک بکری کہاں چلی گئی۔ راجو نے اسے بہت ڈھونڈا۔ صبح سے شام ہو گئی، مگر بکری کہیں نہ ملی۔ تب راجو تھک ہار کر گھر آ گیا۔ وہ بہت پریشان تھا، کیوں کہ بکری کے نہ ملنے کی صورت میں بکری کا مالک بکری کے بدلے رقم طلب کرتا۔ راجو بے چارہ تو غریب پڑا ہوا تھا۔ اس بات کی خبر جب اس بچے کو ہوئی تو اس نے راجو کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا تسلی دی اور اپنی بانسری بجانا شروع کی۔ کچھ دیر گزری تھی کہ بکری کی منمنہٹ سب کو سنائی دی اور جب راجو کے بیٹے کا مونہ دروازے پر جا کر دیکھا تو بکری پتے چپاتے ہوئے دروازے پر موجود تھی۔ اس واقعے نے سب کو حیران کر دیا اور پھر اس طرح کے کئی واقعات پیش آئے۔

ایک مرتبہ رمضو چاچا کا بیٹا سخت بیمار تھا، کیوں کہ بخار اس کے دماغ پر چڑھ گیا تھا۔ شامو کو پتا چلا تو وہ اپنی بانسری لے کر رمضو چاچا کے گھر پہنچ گیا اور ان کے بیٹے کے سر ہانے بیٹھ کر اس نے بانسری بجانا شروع کی۔ کچھ ہی دیر میں اس کے بخار کی شدت کم ہو گئی اور پھر وہ بہت جلد صحت یاب ہو گیا۔

اب بستی والوں کو یقین ہو گیا کہ بانسری میں ضرور کوئی ایسی طاقت ہے، جس سے اُن کے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ یوں بستی کے سب لوگ اپنے مسائل شامو سے بیان کرتے اور بہت جلد ان کا کوئی نہ کوئی حل نکل آتا تھا۔ بستی کا ہر شخص اب شامو کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا تھا، مگر یہ بات راجو سے کہنے کی کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی۔

ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص رومی بھی تھا۔ اس نے اپنی چالاکی سے شامو سے دوستی کی۔ کچھ ہی دنوں میں وہ اس کے قریب ہو گیا۔ اب وہ اکثر اپنا وقت شامو کے

ادھر رومی سمجھا کہ وہ اب بانسری پا کر دنیا کی ہر شے حاصل کر لے گا، لیکن وہ جس کام کے لیے بانسری بجاتا، اس کام میں اسے بے حد نقصان اٹھنا پڑتا۔ آخر میں وہ خود بہت بیمار رہنے لگا۔ جب اپنی صحت یابی کے لیے بانسری بجاتا تو اس کی تکلیف اور بڑھ جاتی۔ وہ ہر طرح سے برباد ہو کر رہ گیا۔ تب وہ سمجھ گیا کہ یہ بانسری اسے فائدے کے بجائے نقصان ہی پہنچائے گی۔



ایک دن وہ اسی جگہ گیا، جہاں شامو بانسری بجاتا تھا۔ شامو آج بھی وہاں بیٹھا تھا۔ رومی نادام سا اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شامو نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، پھر یکا یک اس کی آنکھوں سے دو شعلے نکلے اور رومی کے جسم میں آگ سی لگ گئی۔ وہ ترپنے لگا، معافی مانگنے لگا، مگر شامو سخت غصے میں تھا۔ اسی دوران راجو وہاں سے گزرا، اس نے بہت منت سماجت کے بعد شامو کو آمادہ کیا کہ وہ رومی کو معاف کر دے۔ تب اس

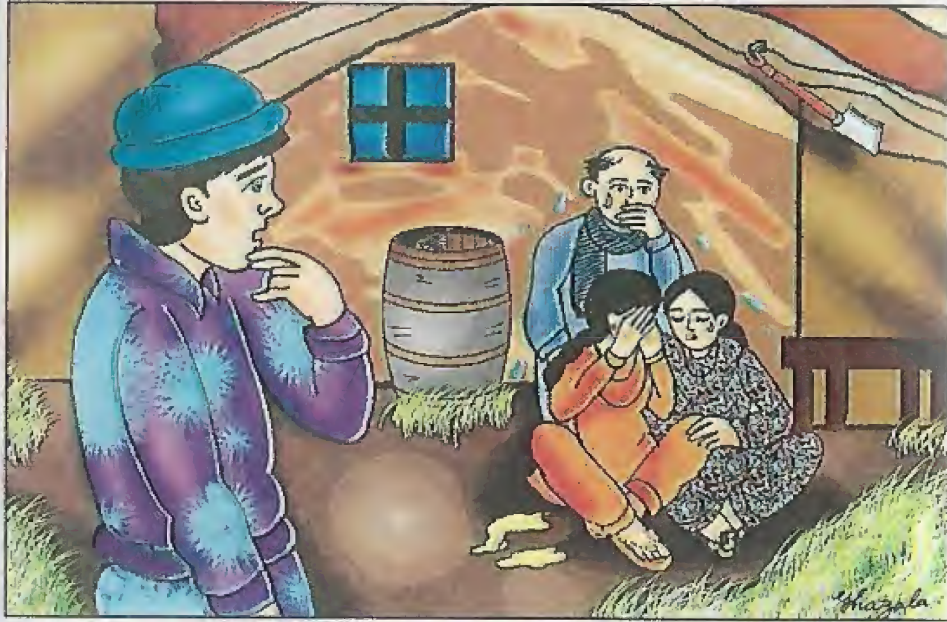
نے دوبارہ رومی کو دیکھا اور آگ بجھ گئی۔ اس کے بعد راجو نے شامو کو گھر چلنے کا کہا، مگر اس نے منع کر دیا۔

اچانک ایک کبوتر پھڑ پھڑاتا ہوا راجو کے قریب سے گزرا۔ راجو نے چونک کر ادھر دیکھا۔ کبوتر اڑتا ہوا دور چلا گیا۔ راجو نے شامو کی طرف دیکھا۔ اب نہ وہاں شامو تھا اور نہ اس کی بانسری۔ وہ بچہ کون تھا، کہاں سے آیا تھا، یہ کوئی نہ جان سکا۔ اس کے بعد وہ بچہ کبھی بستی میں نظر نہ آیا اور نہ بستی والوں نے بانسری کی آواز سنی۔ شاید وہ رومی کی حرکت دیکھ کر دل برداشتہ ہو گیا تھا۔ وہ نیک بچہ کیوں آیا تھا اور کہاں چلا گیا، یہ بھی ایک راز ہی رہا۔

☆

گھر کے ہر فرد کے لیے مفید ماہنامہ ہمدرد صحت

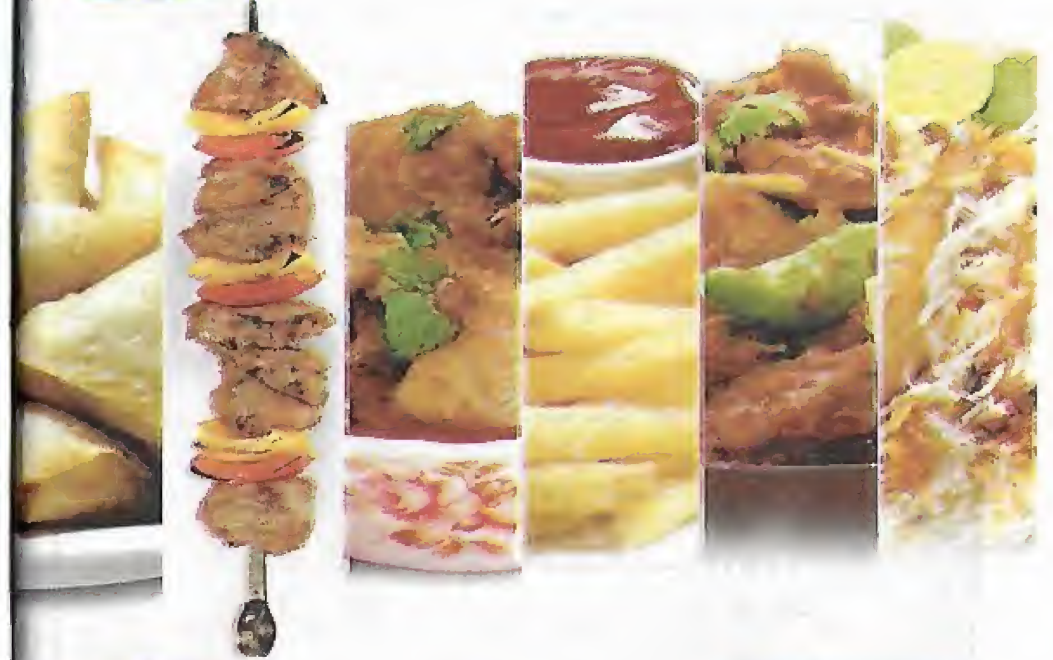
صحت کے طریقے اور جینے کے قرعے سکھانے والا رسالہ
✽ صحت کے آسان اور سادہ اصول ✽ نفسیاتی اور ذہنی اُلجھنیں
✽ خواتین کے صحتی مسائل ✽ بڑھاپے کے امراض ✽ بچوں کی تکالیف
✽ جڑی بوٹیوں سے آسان فطری علاج ✽ غذا اور غذائیت کے بارے میں تازہ معلومات
ہمدرد صحت آپ کی صحت و مسرت کے لیے ہر مہینے قدیم اور جدید
تحقیقات کی روشنی میں مفید اور دل چسپ مضامین پیش کرتا ہے
رنگین ٹائٹل --- خوب صورت گٹ اپ --- قیمت: صرف ۴۰ روپے
اچھے بک اسٹالز پر دستیاب ہے
ہمدرد صحت، ہمدرد سینٹر، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی



کسی گاؤں میں ایک کسان اور اس کی بیوی رہا کرتے تھے۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی، جو بڑی ہوئی تو ان کو بیٹی کی شادی کی فکر ہوئی۔ پڑوس کے ایک گاؤں میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا، جس سے وہ اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے ایک شام انھوں نے اس نوجوان کو اپنے گھر رات کے کھانے کی دعوت دی اور اس کے لیے لذیذ اور عمدہ کھانے پکائے۔

شام کو جب وہ نوجوان دعوت پر ان کے ہاں پہنچا تو کچھ دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ کھانا شروع کرتے ہی کسان کو یاد آیا کہ دسترخوان پر شہد

Hamdard



تیزابیت • بد ہضمی • سینے کی جلن

کارمینا® پلس
سب ہضم





تو موجود ہی نہیں۔ اس نے فوراً اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ نیچے تہ خانے میں جا کر شہد کا ایک پیالا بھر لائے۔ باپ کی بات سنتے ہی وہ لڑکی اٹھی اور فوراً بھاگی بھاگی تہ خانے میں پہنچی۔ جب شہد کا پیالا بھر کر پلٹی تو اس کی نظر تہ خانے کی چھت میں لگے شہتیر پر پڑی، جس کے ساتھ ایک بڑا سا کلہاڑا لٹک رہا تھا، جو اب استعمال نہیں ہوتا تھا۔ یہ کلہاڑا کافی عرصے سے یہاں موجود تھا، مگر کبھی کسی نے اس پر خاص توجہ نہ دی تھی۔ اب جو اس لڑکی کی نظر اس پر پڑی تو سوچنے لگی کہ یہ تو بہت خطرناک ہے۔ فرض کرو، اس نوجوان سے میری شادی ہو جاتی ہے، پھر ہمارا ایک بیٹا ہوگا، جو بڑا ہو کر خوب صورت نوجوان بنے گا، پھر ایک دن وہ شہد لینے اس تہ خانے میں آئے گا، جیسے اب میں آئی ہوں۔ اس وقت اگر یہ کلہاڑا اس کے سر پر گر گیا تو وہ تو مر جائے گا اور یہ بہت بُرا ہوگا۔ یہ سوچتے ہی اس کے ہاتھ سے شہد



Bari eid
ab aur bhi
chatpati..
to hojaye
BBQ party.

Bihari Boti Macaroni
Malai Boti Macaroni
Hara Masala Spaghetti



والا برتن فرش پر گر گیا اور اس نے وہیں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ جب وہ کافی دیر تک نہ لوٹی تو اس کے ماں باپ کو فکر لاحق ہوئی کہ بیٹی کہاں چلی گئی ہے۔ لہذا اس کی ماں اس کو بلانے نیچے تہ خانہ میں آئی تو اسے زمین پر بیٹھے روتے دیکھا۔ شہد فرش پر بہ رہا تھا۔

”کیا ہوا میری بیٹی!“ ماں نے پریشان ہو کر پوچھا۔

ماں کو دیکھتے ہی وہ روتے روتے کہنے لگی: ”ماں! دیکھو نا! یہ خوف ناک کلبھاڑا جو چھت کے ساتھ لٹک رہا ہے، کتنا خطرناک ہے۔ فرض کر دشا دی کہ بعد جب بیٹا بڑا ہوگا اور اس کی شادی کا وقت آئے گا تو وہ بھی شہد لینے اس تہ خانے میں آئے گا۔ اس وقت اگر یہ کلبھاڑا اس کے سر پر گرا تو وہ مر جائے گا۔ سوچو، یہ سب کتنا بُرا ہوگا۔“

”ہاں..... یہ تو بہت ہی بُرا ہوگا۔“ بیٹی کی بات سن کر ماں پریشان ہو گئی اور وہ بھی اس کے قریب ہی زمین پر بیٹھ کر رونے لگی۔ مزید تھوڑی دیر گزری اور دونوں ماں بیٹی شہد لے کر واپس نہیں آئیں تو لڑکی کا باپ فکر مند ہو گیا۔ نوجوان کو وہیں چھوڑ کر وہ ان کی خبر لینے تہ خانے میں گیا تو وہاں اس نے دیکھا کہ شہد فرش پر بہ رہا ہے اور دونوں ماں بیٹی بیٹھی بلک بلک کر رورہی ہیں۔ انھیں اس طرح روتے دیکھ کر باپ پریشان ہو گیا اور پوچھنے لگا: ”کیا معاملہ ہوا۔ تم دونوں اس طرح کیوں رورہی ہو؟“

”یہ دیکھو.....“ ماں نے کلبھاڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”فرض کرو، ہماری بیٹی کی شادی اس نوجوان سے ہو جاتی ہے تو پھر ان کا ایک بیٹا بھی ہوگا۔ جب وہ جوان ہوگا تو اس تہ خانے میں شہد لینے آئے گا۔ اس وقت اگر یہ کلبھاڑا اس کے سر پر گرا تو وہ مر جائے گا اور یہ کتنا بُرا ہوگا۔“



”ارے ہاں..... یہ تو بہت ہی بُرا ہوگا۔“ باپ نے جواب دیا اور وہ بھی پریشان ہو کر ان دونوں کے قریب ہی بیٹھ گیا اور اس نے بھی بلک بلک کر رونا شروع کر دیا۔

اوپر باورچی خانے میں وہ نوجوان اکیلا بیٹھا پریشان ہو رہا تھا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور وہ تینوں شہد لے کر نہ لوٹے تو وہ تنگ آ کر اٹھا اور ان کو تلاش کرتا نہ خانے میں پہنچ گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ وہ تینوں فرش پر بیٹھے بُری طرح رورہے ہیں اور شہد فرش پر گرا پڑا ہے۔ وہ آگے بڑھا اور پریشانی کے عالم میں پوچھنے لگا: ”تم تینوں یہاں بیٹھے کیوں رورہے ہو؟“

نوجوان کی بات سنتے ہی وہ تینوں اور زیادہ بُری طرح رونے لگے اور روتے روتے باپ کہنے لگا: ”نوجوان! چھت کے ساتھ لٹکے اس خوف ناک کلباڑے کو دیکھو۔“ پھر لڑکی کے باپ نے سب کے رونے کی وجہ بتا دی۔

ان کی بات سنتے ہی نوجوان کی ہنسی چھوٹ گئی۔ قریب ہی پڑے ایک میز کی مدد سے وہ چھت کے ساتھ لٹکے کلباڑے تک پہنچا اور اسے نیچے اتار لیا اور ہنستے ہوئے بولا: ”میں کئی ملکوں کا سفر کر چکا ہوں، مگر کسی جگہ مجھے تم تینوں سے زیادہ بڑا کوئی بے وقوف سے نہیں ملا۔ کل ہی میں دوبارہ سفر پر جا رہا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے اس سفر میں تم تینوں سے زیادہ بڑے بے وقوف مل گئے تو میں واپس آ کر تمھاری بیٹی سے شادی کر لوں گا۔“ یہ کہہ کر اس نے خدا حافظ کہا اور ان تینوں کو روتا دھوتا چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

دوسرے ہی دن وہ نوجوان اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے راستے میں ایک گاؤں کے قریب وہ ایک بڑھیا کے چھوٹے سے گھر کے پاس سے گزرا، جس کی کچی چھت

پر کئی فیٹ لمبی ہری ہری گھاس اُگی ہوئی تھی اور بڑھیا اپنے گھر کی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیوں کے ذریعے سے اپنی ایک گائے کو چھت پر لے جانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ گائے اوپر جانے سے ڈر رہی تھی اور بڑھیا رسی پکڑے اس کو کھینچ رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر نوجوان حیران رہ گیا اور بڑھیا سے پوچھنے لگا: ”بڑی اماں! تم یہ کیا کر رہی ہو؟“

”دیکھو! چھت پر اُگی گھاس کتنی سرسبز ہے اور میں اس گائے کو چھت پر لے جا رہی ہوں، تاکہ وہ اس کو کھا کر اپنا پیٹ بھر سکے۔“ بڑھیا نے جواب دیا۔

”مگر اس طرح تو گائے چھت پر سے گر کر زخمی ہو سکتی ہے اور شاید مر بھی سکتی ہے۔“ نوجوان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس کی تم بالکل بھی فکر نہ کرو۔ گائے کی حفاظت کا میں نے مکمل بندوبست کر رکھا ہے۔“ بڑھیا نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”بڑی اماں! تم کتنی بے وقوف ہو۔ اگر عقل سے کام لو تو چھت پر سے گھاس کاٹو اور اس کو نیچے لا کر گائے کے آگے ڈال دو، وہ خود ہی کھا لے گی۔“ نوجوان نے اس کی بے وقوفی پر مسکراتے ہوئے تجویز دی۔

بڑھیا نے غصے سے نوجوان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی: ”تم اس کی فکر نہ کرو، میں نے اس کی حفاظت کا پورا بندوبست کر رکھا ہے۔“

”وہ کیسے؟“ نوجوان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہ دیکھو! میں نے گائے کے گلے میں ایک لمبی رسی باندھ دی ہے اور وہ رسی چھت پر موجود چٹنی میں سے گزار کر نیچے کمرے میں پھینک دی ہے، جس کا دوسرا سرا میں

اپنی کلائی سے باندھ لوں گی۔ اگر گائے چھت سے نیچے گری تو وہ رسی تن جائے گی اور مجھے علم ہو جائے گا۔“ بڑھیا نے منہ بناتے ہوئے یوں جواب دیا، جیسے وہ اس نوجوان کو بے وقوف خیال کر رہی ہو۔

اس دوران میں وہ بڑھیا اس گائے کو دھکیل کر اور بہلا پھسلا کر اوپر چھت پر لے جانے میں کامیاب ہوئی گئی اور اس کے گلے میں رسی باندھنے لگی۔ نوجوان اس بڑھیا کی عقل پر ماتم کرتا ہوا اپنے سفر پر آگے چل دیا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ گائے پھسل کر چھت سے نیچے آن گری۔ اس کے گلے میں بندھی رسی تن گئی اور وہ اس کے ساتھ لٹک گئی۔ رسی تن جانے کی وجہ سے گائے کا گلاب گیا اور وہ مر گئی۔ گائے کے بوجھ سے بڑھیا کے ہاتھ میں بندھی رسی بھی کھینچ گئی اور اس نے بڑھیا کو ایک جھٹکے سے اوپر چینی میں کھینچ لیا، جس کے اندر وہ بُری طرح پھنس گئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر نوجوان تیزی سے واپس بڑھیا کے گھر کی طرف بھاگا اور رسی کاٹ کر بڑھیا کو چینی سے نکالا۔ اس کی مرہم پٹی کی اور پھر اسے گائے کے غم میں روتا پیٹتا چھوڑ کر اور اس کی بے وقوفی پر کف افسوس ملتا ہوا آگے چل دیا۔

سفر کرتے ہوئے رات کے وقت وہ ایک سرائے کے قریب پہنچا تو وہاں رات گزارنے کا فیصلہ کیا، مگر سرائے میں کوئی بھی کمر خالی نہیں تھا، چنانچہ سرائے کے مالک نے اسے ایک ایسے کمرے میں سلا دیا، جہاں پہلے سے ہی ایک مسافر ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ آدمی بہت شریف اور ملنسار تھا، چنانچہ دونوں جلد ہی گھل مل گئے اور باتیں کرتے کرتے سو گئے۔

صبح شور کی آواز سے نوجوان کی آنکھ کھلی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے میں موجود دوسرے مسافر نے اپنا پاجامہ کمرے میں پڑی میز کے دو کونوں میں کھینچ کر پھنسایا ہوا تھا اور خود بھاگ بھاگ اور کود کود کر اس پاجامے میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یہ کوشش بار بار کر رہا تھا، مگر کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔ نوجوان اس کی یہ عجیب سی حرکت کچھ دیر حیرانی سے دیکھتا رہا، پھر پوچھنے لگا: ”میرے دوست! کیا مسئلہ ہے، تم یہ سب کیا کر رہے ہو؟“

نوجوان کی بات سن کر وہ مسافر رکا اور رومال سے چہرے کا پسینا پونچھتے ہوئے کہنے لگا: ”میرا خیال ہے، پاجامہ دنیا کا بدترین لباس ہے، پتا نہیں اسے کس نے ایجاد کیا ہے۔ ہر صبح اسے پہننے میں میرا کافی وقت ضائع ہو جاتا ہے اور اس کے اندر گھسنا تو بہت مشکل کام ہے۔ پتا نہیں باقی لوگ یہ کام کیسے کر لیتے ہیں۔“

اس مسافر کی بات سن کر وہ نوجوان سمجھ گیا کہ اسے ایک اور بے وقوف مل گیا ہے، اس لیے وہ قہقہے لگانے لگا۔ کچھ دیر پہننے کے بعد اس نے مسافر کو درست طریقے سے پاجامہ پہننا سکھایا تو وہ مسافر اس کا شکر یہ ادا کرنے لگا۔

سرائے میں ناشتا کرنے کے بعد وہ نوجوان دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے رات کے وقت وہ ایک گاؤں کے قریب پہنچا۔ اس گاؤں کے باہر ایک تالاب تھا، جس کے گرد لوگوں کو ایک ہجوم اکٹھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے برتن تھے اور وہ لوگ ان برتنوں کی مدد سے تالاب کا پانی باہر نکال نکال کر پھینک رہے تھے۔

نوجوان ان کی یہ حرکت دیکھ کر حیران رہ گیا اور اپنے حلیے اور عمر سے سمجھ دار نظر آنے والے شخص سے پوچھنے لگا: ”اے بزرگ! کیا ماجرا ہے، تم لوگ یہ سب کیا کر رہے ہو؟“

بزرگ نے تھکے ہوئے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: ”اے مسافر! دیکھو، یہ چاند اس تالاب میں ڈوب گیا ہے اور ہم اسے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم یہ کام ہر رات کرتے ہیں۔ اس چاند کو تالاب سے نکالتے ہیں، مگر اگلی رات یہ پھر تالاب میں گر جاتا ہے۔“

نوجوان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اسے ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ دراصل تالاب کے پانی میں چاند کا عکس نظر آرہا تھا اور گاؤں کے بے وقوف لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ چاند اس پانی میں ڈوب گیا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ رات بھر یہ بے وقوف تالاب سے پانی نکالتے رہتے ہیں اس دوران میں چاند آسمان پر سفر کرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے اور اس کا عکس تالاب میں نظر آتا بند ہو جاتا ہے، جس سے یہ بے وقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے چاند کو پانی سے نکال لیا ہے۔

یہ معاملہ دیکھ کر نوجوان کی ہنسی چھوٹ گئی۔ اسے تو تیسرے بے وقوف کی تلاش تھی، مگر یہاں تو پورا گاؤں ہی بے وقوفوں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے گاؤں والوں سے کہنے لگا: ”ارے بے وقوفو! اوپر آسمان پر دیکھو، چاند تو وہاں موجود ہے۔ تالاب کے پانی میں تو صرف اس کا عکس نظر آرہا ہے۔“

اس کی بات سن کر لوگوں کو اس پر غصہ آ گیا اور وہ اسے ہی بے وقوف اور برا بھلا

کہتے ہوئے ہاتھوں میں پکڑے برتن لے کر اسے مارنے کو بھاگے۔ یہ دیکھ کر نوجوان سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگا اور مشکل سے اپنی جان بچائی۔

وہ رات اس نے ایک درخت پر گزاری اور سوچنے لگا کہ یہ دنیا تو بڑے بڑے بے وقوف لوگوں سے بھری پڑی ہے، جن کے سامنے کسان، اس کی بیوی اور بیٹی کی بے وقوفی تو بیچ ہے، لہذا آگے کا سفر بے کار ہے۔

یہ سوچ کر صبح ہوتے ہی وہ واپس گھر کی طرف چل پڑا اور سیدھا کسان کے گھر پہنچ کر کسان کی بیٹی سے شادی پر رضامندی ظاہر کر دی۔

چند دن بعد دونوں کی شادی ہو گئی اور وہ نوجوان اپنی دلہن کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

☆☆☆

اس بلا عنوان انعامی کہانی کا اچھا سا عنوان سوچیے اور صفحہ ۱۱۳ پر دیے ہوئے کوپن پر کہانی کا عنوان، اپنا نام اور پتا صاف صاف لکھ کر ہمیں ۱۵- ستمبر ۲۰۱۸ء تک بھیج دیجیے۔ کوپن کو ایک کاپی سائز کاغذ پر چپکا دیں۔ اس کاغذ پر کچھ اور نہ لکھیں۔ اچھے عنوانات لکھنے والے تین نو نہالوں کو انعام کے طور پر کتابیں دی جائیں گی۔ نو نہال اپنا نام پتا کوپن کے علاوہ بھی علاحدہ کاغذ پر صاف صاف لکھ کر بھیجیں تاکہ ان کو انعامی کتابیں جلد روانہ کی جاسکیں۔

نوٹ: ادارہ ہمدرد کے ملازمین اور کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔

پہلا تو حید پرست فرعون

سلیم فرخی

نام بوجھیے

مصر کے قدیم بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔ ان فرعونوں کے تیس خاندانوں میں ساڑھے پانچ سو فرعونوں نے مصر پر حکومت کی۔ میں اٹھارویں خاندان کا دسواں بادشاہ تھا۔ میرے والد آمن حوتپ سوم کے زمانے میں مصر اپنی ترقی اور شان و شوکت کے عروج پر تھا۔ میرا اصل نام آمن حوتپ چہارم ہے، لیکن میں نے حکمران بننے کے چار سال بعد اپنا نام تبدیل کر لیا تھا، پھر نئے نام سے مشہور ہوا۔ میں حضرت موسیٰؑ سے ۸۰ برس پہلے پیدا ہوا تھا۔ پیدائش کے وقت میں بہت ہی کم زور اور بے ڈول سا بچہ تھا، جسے مرگی کے دورے بھی پڑے تھے۔ مجھ سے بڑی کئی بہنیں تھیں اور ایک بھائی پیدا ہو کر مر گیا تھا۔ اس طرح میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میں ایک خوب صورت ترین محل میں پیدا ہوا تھا، لیکن اپنی جسمانی کم زوری اور بے ڈھنگے جسم کی وجہ سے بچپن سے ہی ملول رہتا تھا۔ اپنی ذہنی کوفت مٹانے کے لیے پرندوں کی چکار سننا، تالاب میں تیرتی مچھلیوں کو تکتا رہتا، تیلیوں کے پیچھے بھاگتے ہوئے جلد ہی تھک کر زمین پر گر جاتا۔ پھر گھنٹوں سوچتا رہتا۔ سوچتے ہوئے مجھ میں رفتہ رفتہ فلسفیانہ خیالات پیدا ہوتے گئے۔ میری روح اس خالق حقیقی کی تلاش میں بے چین رہتی جو پوری کائنات کا مالک ہے، میری ماں کا نام طائی تھا، جو مجھے ڈھارس دیتی رہتی اور میرے تو حیدی خیالات کو سراہتی تھی۔

جب میں نو برس کا ہوا تو میرے باپ نے اپنی زندگی ہی میں حکومت میرے اے کر دی، کیوں کہ وہ بیمار رہنے لگے تھے۔ اس طرح میں ننھا فرعون بن گیا تھا۔

سرحدوں کے رکھوالے شمس القمر عاکف

کیا ہی شان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
آن بان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
جو بھی بات کرتے ہیں، کر کے وہ دکھاتے ہیں
اک زبان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
آہنی پہاڑوں سے، حوصلے قوی ان کے
سخت جان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
غیر کی زباں پر بھی، ان کی مدح دیکھی ہے
ایسی شان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
دھوپ دھوپ لحوں میں، پھول پھول دھرتی پر
سائبان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے
دور اپنے پیاروں سے، یہ ہماری خاطر ہیں
خاندان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے

دشنوا ہٹو پیچھے، یہ ادھار کیا جانیں

نقد جان والے ہیں سرحدوں کے رکھوالے

کچھ عرصے بعد باپ کا انتقال ہوا تو حکومت کے معاملات میری ماں نے اہتد میں لے لیے۔ پندرہ سال کی عمر میں، میں بااختیار فرعون بن چکا تھا۔ میں نے اپنا نام آمن حوتپ سے بدل کر جو نام رکھا، اس کا مطلب ہے ”آتن کا مقرب بندہ“۔ خدا واحد کا تصور میرے ذہن میں پختہ ہو چکا تھا۔ میں نے آمن دیوتا اور اس کے پجاریوں کو قوت کو ختم کرنے کے لیے ”آتن“ (خداے واحد) جس کا ایک مظہر سورج تھا، سرکار خدا ہونے کا اعلان کر دیا۔ میں نے اس ان دیکھے خدا کی عظمت کی خاطر آمن دیوتا کے پجاریوں کے تمام اختیارات، وسائل اور وظائف ضبط کر لیے۔ پروہت، کاہن، لوگوں دیوتاؤں کے قہر سے ڈرا کر ان سے نذرانے وصول کرتے تھے۔ کاہنوں نے اعلانیہ بغاوت کر دی، کیوں کہ ان کی آمدنی بند ہو گئی تھی، مگر میرے ایک قابل سپہ سالار ”حورم حب“ نے ان کے ہوش ٹھکانے لگا دیے۔ میں نے شاہی فرمان جاری کیا کہ انسان کے ہاتھوں بنائے گئے دیوتاؤں کے نام جہاں بھی ہوں، فوراً مٹا دیے جائیں۔ اس فرمان کی زد میں میرے آباؤ اجداد بھی آ گئے۔ میں نے اپنے باپ کے نام سے بھی لفظ آمن کھرچ دیا۔ معبود دیواروں پر بنے دیوتاؤں کے مجسمے سب گرا دیے۔ میں نے اپنے خدا آتن کا بت بنانے کی اجازت بھی نہیں دی اور نہ بھیٹ دینے دی۔

اپنی حکومت کے چھٹے سال کے آٹھویں مہینے کی ۱۳ تاریخ کو دارالحکومت کی حیثیت سے ایک نئے شہر کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس شہر کے تین طرف پہاڑیاں تھیں اور ایک طرف دریا تھا۔ میں اسے ایک مقدس اور ہر امن شہر بنانا چاہتا تھا۔

ہاں، میں ایک بات بتانا بھول گیا۔ میرے باپ نے اپنی زندگی ہی میں میرے

اپنی لڑکی پسند کر لی تھی۔ پھر میری شادی کی تقریب کے دوران ہی باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میری بیوی کا نام ”تا دو خیا“ تھا، لیکن میں نے اس کا نام بدل کر ”نفریتی“ رکھا۔ رعایا ہی ملکہ نفریتی کو پسند کرتی تھی۔ وہ بہت خوب صورت اور وفادار تھی۔ میرے چھ بچے تھے، مردہ سب لڑکیاں تھیں، اس لیے میں حکومت کے کاموں میں شریک کرنے کے لیے ایک ”کالے کرپال“ رکھا تھا۔ نفریتی اس بات سے کچھ خفا ہوئی، لیکن میں نے اسے منالیا۔ فرصت کے وقت میں شاعری بھی کرتا تھا۔

میرے مذہبی خیالات کی وجہ سے پروہت اور ان کے پجاری مجھ سے نفرت کرتے تھے، کیوں کہ میں نے ان کے خداؤں کے پرچے اڑا دیے تھے اور وہ ایک ان دیکھے خدا پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ میں اپنی اس پسند تبلیغی کوششوں کے باوجود انھیں براہ راست پر نہ لاسکا۔ میرا مقصد دنیا میں امن قائم کرنا تھا۔ اسی امن کی خاطر میں جنگ سے نفرت کرتا تھا۔ افسوس! میں یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ قلم کے ساتھ تلوار کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ میں اپنے محل تک محدود ہو کر خدا کی حمد و ثنا میں لگا رہتا۔ میری یہ حالت دیکھ کر دوسری قوموں نے ملک پر حملے شروع کر دیے۔ میرے فوجی افسر کم کم مارتے تو میں کم کم کے بجائے امن کا درس دیتا۔ بد قسمتی سے میرا عہد فوجی اور انتظامی لحاظ سے ملک کے لیے نقصان دہ رہا۔ صرف ستائیس سال کی عمر میں، میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ وفات کے وقت ملکہ نفریتی اور ایک بیٹی میرے پاس تھی۔ باقی بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی۔

میرے دربار میں ”آیو“ نامی ایک بہت خوشامدی کاہن تھا، جو پہلے آمن دیوتا کا بڑا پجاری تھا۔ جب میں نے ایک نئے خدا کا اعلان کیا تو سب سے پہلے اسی نے اسے

قبول کیا تھا، اس لیے وہ میرا مقرب خاص تھا۔ میرے مرتے ہی اس نے اعلان کر دیا کہ میں دل سے آمن کا پجاری ہوں۔ بادشاہ کے ساتھ میں اس لیے مل گیا تھا کہ میں اس کی جاسوسی کرتا رہوں، دراصل وہ خود فرعون بننا چاہتا تھا۔

میری وفات کے بعد میرے ایک داماد نے حکومت سنبھالی، لیکن وہ دو سال بعد مر گیا۔ اس کے بعد حکومت دوسرے داماد کے ہاتھ میں آئی۔ وہ آمن کے پجاریوں کے ساتھ مل گیا۔ میرے نئے دارالحکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جہاں جہاں آتن لکھا تھا، وہاں دوبارہ آمن لکھا گیا۔ تمام مندر بحال کر کے بت رکھ دیے گئے۔ نئے مندر تعمیر کیے گئے۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ ہم ایک کافر اور ملحد بادشاہ سے نجات پا گئے ہیں۔ اب پوجا اسی طرح ہوگی، جیسے پہلے ہوتی تھی۔

کچھ عرصے بعد آیو نے سازش کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا اور میرے خاندان کی حکومت ختم ہو گئی، لیکن جلد ہی میرے سابق فوجی سپہ سالار حورم حب نے حکومت سنبھال لی۔ یہ انیسویں خاندان کا پہلا فرعون تھا۔ حورم حب بہت باصلاحیت حکمران ثابت ہوا۔ اس کے دور میں مصر نے بہت ترقی کی۔

اب ذرا ہمت کیجیے اور تاریخ کی کتابوں میں سے میرا نام تلاش کر کے بتائیے۔ ☆ جولائی ۲۰۱۸ء میں یونانی فلسفی ”فیثاغورث“ سے آپ کی ملاقات کرائی گئی تھی۔ درج ذیل نو نہالوں نے شخصیت کا درست نام بوجھ لیا ہے:

☆ کراچی: انیقہ عبدالجبار، عاشر احمد وسیم مجوکہ، رابعہ شرف الدین، علیہ اختر۔

☆ ڈیرہ غازی خان: رفیق احمد ناز، دوڑ: ولید امجد کبیرہ، راوِل پنڈی: محمد عمار، ہانیہ نور بٹ۔

سر سید احمد خاں کا بچپن

نسرین شاہین

علی گڑھ یونیورسٹی قائم کرنے والے سر سید احمد خاں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اب ان کی علمی، ادبی، تعلیمی اور معاشرتی خدمات سے خوب واقف ہیں۔ ہر شخص کو ان کی اہمیت و کمالات کا اعتراف ہے۔

سید احمد خاں ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں ایک خوش حال دینی خاندان میں پیدا ہوئے۔ مغل بادشاہ کے دربار میں ان کے بزرگوں کی بہت رسائی تھی۔ سید احمد خاں بچپن ہی میں والد کی شفقت سے محروم ہو گئے تھے، لیکن ان کی والدہ محترمہ عزیز النساء (وفات ۱۸۴۷ء) نہایت نیک سیرت اور عالی دماغ خاتون تھیں، انھوں نے اپنے بیٹے کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی۔

سید احمد خاں کی والدہ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہ تھیں، لیکن بڑی سمجھ دار اور روشن خیال تھیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا خیال رکھتیں۔ سید احمد خاں نے ان ہی کے زیر سایہ تربیت پائی۔ ان کے اوصاف و کمالات انہی کی بہترین تربیت کا نتیجہ تھے۔ سید احمد خاں کو بھی وہی تعلیم دلائی گئی جو اس زمانے میں شرفاء کے بچوں کو عام طور پر دی جاتی تھی۔

والدہ کی تربیت کی وجہ سے سر سید احمد خاں کے دل میں قوم کا درد پیدا ہوا اور وہ آخری دم تک قوم کی فلاح و بہبود کا کام کرتے رہے۔ انھوں نے اپنی زندگی برصغیر کے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لیے وقف کر دی اور علی گڑھ میں مشہور و معروف ایم اے او کالج قائم کیا، جسے بعد میں یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔

بچپن میں ایک مرتبہ انھوں نے اپنے ایک نوکر کو تھپڑ مار دیا۔ والدہ کو پتا چلا تو انھوں

نے بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ یہ اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں۔ جہاں اس کا دل چاہے، چلا جائے۔ پھر بیٹے سے کہا کہ جب تک تم نوکر سے معافی نہیں مانگ لو گے، تب تک میں معاف نہیں کروں گی۔ چنانچہ انھیں نوکر سے معافی مانگی پڑی۔

ان کی والدہ کی تربیت اور ان کی نصیحتیں نہایت ہی حکیمانہ اور دل پر اثر کرنے والی ہوتی تھیں۔ ایک شخص نے جس کے ساتھ انھوں نے نیکی کی تھی، اس نے ان کے ساتھ نہایت بدسلوکی کی۔ جلد ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اس شخص کو عدالت سے سزا ہو سکتی تھی۔ اب وہ سید احمد خاں کے رحم و کرم پر تھا۔ انھوں نے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا۔

سید احمد خاں کی والدہ نے یہ خبر سنی تو ان سے کہا: ”اگر تم اس کو معاف کر دو تو اس سے عمدہ کوئی بات نہیں، اگر تمہیں اس کی بدی کی سزا حاکم سے دلوانی ہے تو نہایت نادانی ہے کہ اُس زبردست حاکم سے جو ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا دینے والا ہے، اپنے دشمن کو چھڑا کر دنیا کے حاکموں کے ہاتھ میں دے دو۔ اگر دشمنی میں انتقام ہی لینا ہے تو معاملہ اصل حاکم کے ہاتھ میں پہنچے دو۔“

اس نصیحت کا ان کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ کبھی دور نہ ہوا۔ جب سے ان کے دل میں کسی شخص سے انتقام لینے کا خیال تک نہیں آیا۔ والدہ کی نصیحت پر غور کرنے سے سید احمد خاں کے دل میں یہ بات پیدا ہو گئی کہ اب میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آخرت میں خدا بھی اس سے میرا بدلہ لے۔ انھوں نے اس شخص کو معاف کر دیا۔

ایک دفعہ ان کی والدہ نے کہا: ”کسی نے اگر ایک دفعہ تمہارے ساتھ نیکی کی ہو اور پھر وہ بُرائی کرے یا دو دفعہ نیکی کی ہو اور دو دفعہ بُرائی کرے تو تم کو ناراض نہ ہونا چاہیے، نیکی کے احسان کو کبھی بھلا یا نہیں جاسکتا۔“

سر سید احمد خاں بتاتے ہیں کہ میری والدہ دلی شہر کی لاوارث بوڑھیوں کی خصوصی دلچسپی بھال کرتی تھیں۔ ان کی وسیع و عریض حویلی مستحق عورتوں کی پناہ گاہ تھی۔

ان واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سر سید احمد خاں کا بچپن کیسے ماحول میں گزرا۔ ماں کی تربیت کا اثر زندگی بھر رہا۔ سر سید احمد خاں ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے باہلے۔ انھیں علی گڑھ کالج کی مسجد کے صحن کے ساتھ ایک حجرے میں دفن کیا گیا۔

☆☆☆

کاغذ کا قیمتی پرزہ

سائنس کی دنیا کا ایک بڑا دانش ور آئن سٹائن ایک دور میں بھرپور کنگلا ہوتا تھا۔ وہ نوبیل انعام حاصل کرنے والا تھا اور ان دونوں جاپان میں تھا، جب ایک ڈاکیا اس کے پاس کوئی خط لے کر آیا۔ آئن سٹائن کے پاس بپ (بخشش) دینے کے پیسے بھی نہیں تھے۔ اس نے کاغذ پر ایک نوٹ لکھا اور اس کو پکڑا دیا اور کہا: ”اگر مجھے واقعی نوبیل انعام مل گیا تو یہی پرچی سو الاکھ کی ہوگی، اسے سنبھال کے رکھنا۔“

چٹ پر اس نے لکھا: ”کام یابی کے پیچھے بھاگنے اور اس دوڑ کے نتیجے میں پیش آنے والی مشکلات کا سامنا کرنے کے مقابلے میں ایک عام سی مطمئن اور پرسکون زندگی زیادہ بہتر ہوتی ہے۔“ اس نے جرمن زبان میں یہ نوٹ لکھا اور وہ پرچی ڈاک کے کوٹھا دی۔ کچھ عرصے پہلے یہ آٹوگراف دو لاکھ چالیس ہزار ڈالر میں فروخت ہوا۔ نیلام کرنے والوں کے اندازے سے کہیں زیادہ اس کی بولیاں لگائی گئیں اور آخر اسے ایک ایسے یورپی خریدار نے لیا جو اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بیچنے والا شخص اسی ڈاکے کا بھتیجا تھا۔

(حسین جمال کے کالم سے لیا گیا)

پرچم پیارا

محمد شفیق اعوان

سبز و سفید ہے علم ہمارا ”جگمگ جگم چاند ستارا“

امن و وفا کا استعارا جیون کا ہے ایک سہارا

میرے دیس کا پرچم پیارا

بہتے دریا نغمے گائیں گلشن گلشن پھول کھلائیں

مہکی مہکی اس کی فضاں ساری دنیا کرے نظارہ

میرے دیس کا پرچم پیارا

اردو ، ہندکو ، پوٹھوہاری سندھی ، بلوچی اور چترالی

ہر اک زباں ہے اپنی پیاری سانجھا ہے یہ وطن ہمارا

میرے دیس کا پرچم پیارا

خون کی دے کر ہم قربانی بنے ہیں ہم پاکستانی

قائد کی ہے مہربانی جس نے دیا تھا ایک سہارا

میرے دیس کا پرچم پیارا

انوکھی مچھلیاں

ظفر شمیم

انسان زیر آب تحقیق کی دنیا میں انقلابی ترقی کر کے سمندر کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے۔ مچھلیوں کے بارے میں چھان بین کرنے سے حیرت انگیز حقائق سامنے آئے۔ مچھلیوں کی مختلف النوع اقسام کی تعداد ۵۰,۰۰۰ سے بھی زیادہ ہے اور اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ سمندروں میں مختلف مچھلیوں کی پانچ لاکھ نسلیں رہتی ہوں گی، جنہیں تلاش کر کے انسانی علم میں لائے جانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ مندرجہ ذیل مچھلیاں گزشتہ ۲۵ سالوں کے دوران دریافت ہوئیں۔

ملکہ فرشتہ مچھلی: انڈونیشیا کے مقام



سورابایا (SURABAYA) کی خلیج میں پانی کی سطح

زمین کی گہرائی کے لحاظ سے نسبتاً کم ہے۔ اس

مقام پر پانی اتنا صاف ہے کہ تہ میں تیرتی آبی

مخلوقات کا نظارہ کشتیوں میں بیٹھ کر باہر سے بھی

کیا جاسکتا ہے۔ اس مقام پر آبی دنیا کی حسین ترین

مچھلی ملکہ فرشتہ (QUEEN ANGEL) کی دریافت لگ بھگ ۱۶ برس قبل ہوئی تھی۔ اس

کے سر پر ایک قدرتی تاج ہے، جو اندھیرے میں چمکتا ہے۔ اسی تاج کی وجہ سے اسے ملکہ

فرشتہ کہتے ہیں۔

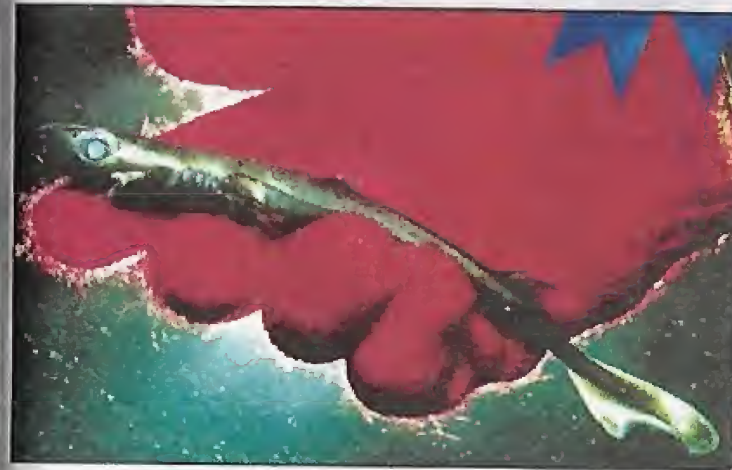


جوکر مچھلی: (CLOWN جوکر مچھلی)

(AUNEMONE) جوکر جیسے کرتب اور کھیل تماشے دکھائی ہے۔ چار انچ لمبی یہ ننھی مچھلی ایک وقت میں دو ہزار بچے دیتی ہے اور ان میں سے آدھے پیدائش کے وقت خود ہی کھا جاتی ہے۔

سب سے چھوٹی شارک: سمندروں میں شارک کی ۲۵۰ قسمیں پائی جاتی ہے۔ ان میں سب سے چھوٹی شارک (DWARF LANTER) ہے جو محض ایک پنسل جتنی بڑی ہوتی

ہے۔ سات، آٹھ انچ لمبی۔ اس ننھی شارک کا نام ابھی حال ہی میں گینئر بک آف ورلڈ رکارڈ میں درج ہوا ہے۔ اس کی بدن جیسی چمکتی



آنکھیں اندھیرے میں دوسری مچھلیوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ بہتر دیکھتی ہے۔

ریزر مچھلیاں: نیوگنی کی خلیج ملنے (MILNE) میں ریزر بلیڈ جیسی دکھائی دینے والی یہ مچھلیاں چار تا پچھ انچ لمبی ہوتی ہیں۔ ان کا لمبوتر سا منہ دراصل سوڈے والی اسٹرا (STRAW) کے اصول پر اس کی معاونت کرتا ہے۔ یہ گلے سڑے نباتات جو نیم بہتی حالت (پلازما) میں ہوں، انھیں چوس کر اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں۔ یہ کبھی بھی اکیلے نہیں رہتی ہیں۔ دس ہزار سے لے کر پانچ لاکھ تک کی کثیر تعداد میں جھنڈ بنا کر اکٹھا تیرتی ہیں۔

☆☆☆

ای۔ میل کے ذریعے سے

ای۔ میل کے ذریعے سے خط وغیرہ بھیجنے والے اپنی تحریر اردو (ان پیج نستعلیق) میں ٹائپ کر کے بھیجا

کریں اور ساتھ ہی ڈاک کا مکمل پتا اور میلے فون نمبر بھی ضرور لکھیں، تاکہ جواب دینے اور رابطہ کرنے میں آسانی

ہو۔ اس کے بغیر ہمارے لیے جواب ممکن نہ ہوگا۔ hfp@hamdardfoundation.org

جادوئی برش

عائزہ خان



مالیانگ، ایک غریب لڑکا تھا۔ وہ بچپن ہی میں ماں باپ کے سائے سے محروم ہو گیا تھا۔ وہ لکڑیاں اور گھاس فروخت کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا۔ اسے تصویریں بنانے کا بہت شوق تھا، لیکن وہ معمولی سا برش تک خریدنے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔

مالیانگ ایک غار نما گھر میں رہتا تھا۔ شام کو گھر واپس آنے کے بعد وہ ان تصویروں میں گہرائی پیدا کرتا، جودن میں چٹانوں پر اُنکی رنگین پانی میں تر کر کے بنایا کرتا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے غار کی دیواروں پر لکیریں کھینچنے میں مصروف ہو جاتا۔ اس طرح غار کی دیواریں اس کے بنائے ہوئے خاکوں سے بھر گئیں۔

Hamdard

INSPIRED
BY NATURE
PRODUCT QUALITY

ہمدرد
شربت فولاد

خون کی پیدائش میں اضافہ کرے، جسمانی کمزوری کو طاقت میں تبدیل کرے



f HamdardSharbatFaulad

ستمبر ۲۰۱۸ء

۴۵

ماہ نامہ ہمدرد نو نمبر ۱



وقت تیزی سے گزرتا رہا۔ چوں کہ مالیا نگ بلا ناغہ ہر روز مشق کرتا تھا، اس لیے اس کی تصویریں بنانے کی صلاحیت بہتر سے بہتر ہوتی چلی گئی۔ اس کی تصویریں اس قدر جان دار تھیں کہ لوگ انھیں دیکھ کر دنگ رہ جاتے اور انھیں گمان گزرتا کہ پرندے اچانک چھپا اٹھیں گے اور مچھلیاں ایک دم تیرنے لگیں گی۔

ایک دن مالیا نگ نے ایک چٹان پر مرغی کی تصویر بنائی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہاں عقاب منڈلانے لگے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک پہاڑ کی عقبی چٹان پر بھورے رنگ کے بھیڑیے کی بڑی تصویر بنائی تو گاؤں اور بھیڑیں دہشت زدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئیں۔ اتنی مہارت رکھنے کے باوجود مالیا نگ برش سے محروم تھا اور اکثر سوچا کرتا تھا کہ اگر اس کے پاس برش ہوتا تو اس کا فن زیادہ نکھر جاتا۔

ستمبر ۲۰۱۸ء

۲۷

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال

Hamdard



IMPROVED
ENERGY
HEALTHY APPETITE

خوبان

بہترین جڑی بوٹیوں کی خصوصیات لئے
• توانائی بڑھائے • قوت بخش • ہموک بڑھائے



f #HamdardProducts

Personal Finance Facility

Pakistan's First Riba-Free Personal Finance

- Instant on Demand Request
- Flexible term from 6 months to 60 months
- Tax/Planned based Sharia Compliant Interest
- Quick Processing
- Risk Free

Dubai Islamic
Personal
FINANCE



بنك دبي الإسلامي
Dubai Islamic Bank

011-286-1421

ایک دن وہ مسلسل تصویریں بناتا رہا اور رات گئے تھکا ماندہ اپنے سوکھی گھاس کے بستر پر لیٹا تو اسے فوراً نیند نے آگھیرا۔ کچھ ہی دیر میں لمبی سفید داڑھی والا بوڑھا آدمی اس کے پاس آیا اور اسے ایک برش دیتے ہوئے کہا: ”یہ ایک جادوئی برش ہے، اسے احتیاط سے استعمال کرنا!“

مالیانگ نے برش اپنے ہاتھ میں تھاما، جو سونے کا بنا ہوا تھا، لیکن پھر بھی ہلکا تھا۔ ”کتنا خوب صورت برش ہے!“ وہ خوشی سے اُچھل پڑا: ”میں ہمیشہ آپ کا ممنون رہوں گا۔“

مالیانگ پوری طرح ان کا شکر یہ بھی ادا نہ کر پایا تھا کہ سفید داڑھی والا بوڑھا اچانک غائب ہو گیا۔ حیرت کے مارے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اچھا تو یہ خواب تھا، لیکن اگر یہ خواب تھا تو میرے ہاتھ میں برش کیسے آیا! وہ حیرت سے پلکیں جھپکنے لگا۔ اس نے جادوئی برش سے ایک پرندے کی تصویر بنائی اور پرندہ خوشی سے چھپھانے لگا اور اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے آسمان کی طرف اڑ گیا۔ پھر اس نے ایک مچھلی کی تصویر بنائی۔ وہ ایک دم لہراتے ہوئے دریا میں کود پڑی اور پانی میں تیرنے لگی۔ اس کا دل خوشی سے ناچ اُٹھا۔

اب مالیانگ اپنے گاؤں کے غریب لوگوں کے لیے روزانہ مختلف قسم کی تصویریں بناتا، بل، بیلچہ، لیپ، بالٹی، جس کنبے کے پاس جو چیز نہ ہوتی، وہ اس کی تصویر بنا دیتا۔

گاؤں کے امیر زمیندار کو جب مالیانگ کے جادوئی برش کے بارے میں پتا چلا تو اس نے اپنے دو آدمی روانہ کیے کہ وہ مالیانگ کو پکڑ کر لائیں اور اسے اس کے مطلب کی

تصویر بنانے کے لیے مجبور کریں۔

مالیا نگ فوجوان اور بہت بہادر تھا۔ وہ امیروں کے کردار سے واقف تھا۔ زمیندار نے اسے بہت ڈرایا دھمکایا، پھر اس کی خوشامد تک کی، لیکن وہ اس کے لیے ایک بھی تصویر بنانے پر تیار نہ ہوا۔ آخر زمیندار نے اسے ایک اصطبل میں بند کر کے کھانے پینے سے محروم کر دیا۔

تین دن بعد زبردست برف باری ہوئی اور شام تک برف کی ایک موٹی تہ نے زمین کو ڈھک دیا۔

زمیندار کا خیال تھا کہ مالیا نگ اگر بھوک کے ہاتھوں زندہ بچ گیا ہوگا تو سردی نے اسے ضرور موت کے گھاٹ اتار دیا ہوگا۔ چنانچہ وہ صورت حال کا جائزہ لینے خود اصطبل میں جا پہنچا۔ جب وہ دروازے کے سامنے پہنچا تو اسے اس کی درز میں سے آگ کی شعاعیں نظر آئیں۔ جب اس نے دراز سے آنکھ لگا کر دیکھا تو مالیا نگ ایک بڑے چولھے کے سامنے بیٹھا ہوا نان سینک کر کھا رہا تھا۔ زمیندار کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ چولھا اور نان کہاں سے آئے تھے! پھر اس کی سمجھ میں آ گیا کہ مالیا نگ نے ان کی تصویریں بنائی ہوں گی۔ اس نے غصے سے کانپتے ہوئے اپنے آدمیوں کو بلایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ مالیا نگ کو قتل کر کے جادوئی برش پر قبضہ کر لیں۔

لیکن جب اس کے درجن بھر آدمی اصطبل میں گئے تو اس وقت تک مالیا نگ غائب ہو چکا تھا۔ پھر انھیں وہ میزھی نظر آئی، جس کے ذریعے سے مالیا نگ فرار ہوا تھا۔ زمیندار اس کا تعاقب کرنے کے لیے فوراً میزھی پر چڑھا، لیکن وہ تیسرے پائے تک بھی

نہیں پہنچ پایا تھا کہ لڑکھڑا کر نیچے گر گیا اور جب دوبارہ کھڑا ہوا تو میزھی غائب ہو چکی تھی۔ مالیا نگ کو معلوم تھا کہ زمیندار کے گھر سے فرار ہونے کے بعد وہ گاؤں میں کسی بھی جگہ نہیں چھپ سکتا، کیوں کہ اس طرح اسے پناہ دینے والے دوست بھی مصیبت میں پڑ جاتے۔ چنانچہ اس نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنے جانے پہچانے مکانات کی طرف دیکھتے ہوئے الوداعی انداز میں ہاتھ ہلایا اور دھیرے سے کہا: "الوداع، اچھے دوستو!"

پھر اس نے ایک عمدہ گھوڑے کی تصویر بنائی اور اس پر سوار ہو کر شاہراہ کی طرف چل پڑا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ اسے اپنے پیچھے ایک شور سائی دیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو زمیندار اور اس کے تقریباً بیس آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ وہ اپنے ہاتھ میں مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے اور زمیندار کے ہاتھ میں ایک تلوار چمک رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ بہت قریب آ گئے۔ مالیا نگ نے سکون کے ساتھ اپنے جادوئی برش سے ایک کمان اور تیر کی تصویر بنائی اور تیر کو کمان میں جوت کر فضا میں چھوڑ دیا۔ تیر اڑتا ہوا زمیندار کے حلق میں پھنس گیا اور وہ سر کے بل زمین پر گر گیا۔ مالیا نگ نے اپنے گھوڑے کو چابک رسید کیا اور گویا وہ ہوا میں اڑنے لگا۔

مالیا نگ کسی جگہ رکے بغیر کئی دن تک شاہراہ پر اپنے گھوڑے کو دوڑاتا رہا، یہاں تک کہ ایک قصبے میں پہنچ کر وہاں رکنے کا فیصلہ کیا۔ اب وہ اپنے آبائی گاؤں سے بہت دور نکل آیا، چوں کہ اسے قصبے میں کوئی اور کام نہیں ملا تھا، اس لیے وہ تصویریں بناتا اور

بازار میں بیچ آتا۔ تاہم اس خدشے کے پیش نظر کہ کسی کو اس کا راز معلوم نہ ہو جائے، وہ اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ اس کی تصویروں میں جان نہ پڑنے پائے۔ اس لیے وہ پرندوں کی تصویریں چونچوں کے بغیر بناتا اور دوسرے جانوروں کی تصویروں میں ایک ٹانگ غائب کر دیتا۔

ایک دن اس نے ایک کوچ کی تصویر بنائی، جس کی دونوں آنکھیں غائب تھیں۔ لیکن بے دھیانی میں برش سے روشنائی کے دو قطرے ٹپک کر اس جگہ گرے، جہاں پرندے کی آنکھیں ہونی چاہیے تھیں۔ سو کوچ نے اپنی آنکھیں کھول لیں اور پتھر پھڑپھڑاتے ہوئے وہاں سے اڑ گئی۔

قصبے کے لوگ یہ منظر دیکھ کر بھونچکا رہ گئے۔ پھر کسی آدمی نے یہ خبر بادشاہ تک پہنچادی۔ اس نے اپنے اہلکاروں کے ذریعے مالیا نگ کو اپنے دربار میں طلب کر لیا۔ مالیا نگ وہاں نہیں جانا چاہتا تھا، لیکن بادشاہ کے اہلکار لالچ دے کر اور دھمکیوں سے ڈبک کر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔

مالیا نگ غریب لوگوں پر بادشاہ کے ظلم کے بارے میں بہت سے واقعات سن چکا تھا اور اس سے نفرت کرتا تھا۔ وہ یقیناً ایسے کسی آدمی کی خدمت انجام نہیں دے سکتا تھا۔ چنانچہ جب بادشاہ نے اسے ایک بڑے اژدھے کی تصویر بنانے کا حکم دیا تو اس نے اژدھے کے بجائے چھپکلی کی تصویر بنا دی اور جب بادشاہ نے اسے قفس کی تصویر بنانے کا حکم دیا تو اس نے ایک بڑے کوئے کی تصویر بنا دی۔ بد صورت چھپکلی اور کوہا بادشاہ کے گرد اچھلنے اور کودنے لگے۔ حتیٰ کہ ہر طرف غلاظت اور بیٹ پھیل گئی۔ پورے محل کی فضا

بدبودار ہو گئی۔ بادشاہ نے غصے میں اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ مالیا نگ سے اس کا برش لے لیں کر اسے قید خانے میں پھینک دیں۔

اب جادوئی برش بادشاہ کے قبضے میں آچکا تھا تو اس نے خود ہی تصویریں بنانا شروع کر دیں۔ پہلے اس نے سونے کے پہاڑ کی تصویر بنائی، پھر یہ سوچ کر کہ ایک پہاڑ کافی نہیں ہوگا۔ وہ ایک کے بعد دوسرے پہاڑ کا اضافہ کرتا رہا، حتیٰ کہ پوری تصویر پہاڑوں سے بھر گئی، پھر جب اس نے تصویر مکمل کر لی تو وہ پہاڑ چٹانوں کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئے اور چوں کہ یہ چٹانیں بہت بھاری تھیں، اس لیے لڑھک کر زمین پر اتر گئیں۔ بادشاہ بال بال بچا، ورنہ اس کے پاؤں کا قیمہ بن چکا ہوتا۔

چوں کہ بادشاہ جادوئی برش سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہا تھا، اس لیے اس نے مالیا نگ کو رہا کر دیا۔ اس نے مالیا نگ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے قدموں میں سونے پاندی ڈھیر کر دے گا اور اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دے گا۔

مالیا نگ جو پہلے ہی منصوبہ بنا چکا تھا، اس نے پیش کش کو قبول کر لیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس نے جادوئی برش مالیا نگ کو واپس کر دیا۔

بادشاہ نے سوچا کہ اگر یہ پہاڑ کی تصویر بنائے گا تو اس میں سے خونخوار درندے ایسی برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اسے ایک سونے کے درخت کی تصویر بنانے کو کہا جائے۔

چنانچہ اس نے مالیا نگ کو حکم دیا کہ وہ پہلے ایک سونے کے درخت کی تصویر بنائے۔ مالیا نگ نے خاموشی سے برش اٹھایا اور تھوڑی دیر بعد ایک سمندر کی تصویر بنا دی۔

بادشاہ نے آکر دیکھا تو کہا: ”میں نے سمندر کی نہیں، سونے کے درخت کی تصویر بنانے کے لیے کہا تھا۔“

مالیا نگ نے سمندر کے بچوں بیچ ایک جزیرے کے اوپر ایک بہت اونچے درخت کی تصویر بنائی پھر اس نے کہا: ”یہی وہ سونے کا درخت ہے، جس کی آپ نے خواہش کی تھی۔“ بادشاہ نے چپکے ہوئے درخت کی طرف دیکھتے ہوئے مالیا نگ سے کہا: ”اب جلدی سے ایک کشتی کی تصویر بنا دو! میں وہاں جا کر اس درخت کو ہلانا چاہتا ہوں، تاکہ اس کا سونا حاصل کر سکوں۔“

مالیا نگ نے ایک بڑی بادیانی کشتی کی تصویر بنائی۔ شہنشاہ اور اس کی ملکہ، شہزادے، شہزادیاں، وزرا اور سردار اس پر سوار ہو گئے۔

پھر اس نے چند خطوط کھینچ کر ہوا کا خاکہ بنایا تو سمندر پر ہلکی ہلکی لہریں ابھرنے لگیں اور کشتی وہاں سے آگے کی طرف چل پڑی۔

لیکن بادشاہ کشتی کی رفتار سے مطمئن نہیں ہوا۔ وہ کشتی کے اگلے سرے پر کھڑے ہو کر زور سے چلایا: ”ہوا کی رفتار تیز اور تیز کر دو۔“

مالیا نگ نے اپنے برش سے چند عجیب و غریب خطوط کھینچے اور اس کے ساتھ ہی تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر بھر گیا۔ سفید بادبان بڑی طرح پھڑپھڑانے لگے اور کشتی ہوا کے زور سے خود بخود گہرے سمندر کی طرف بڑھنے لگی۔

مالیا نگ نے چند اور خطوط کھینچے تو سمندر کی لہریں گرجتی ہوئی اوپر کواٹھنے لگیں اور کشتی بڑی طرح ہچکولے کھانے لگی۔

”اب ہوا کی رفتار میں اضافہ نہ کرو!“ بادشاہ پوری قوت سے چلایا: ”میں کہتا ہوں، اتنا کافی ہے۔“

لیکن مالیا نگ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور جادوئی برش کو مسلسل حرکت دیتا رہا۔ سمندر کی سرکش لہروں نے کشتی کے عرشے کو ڈھانپ لیا۔

شہنشاہ جو سر سے پاؤں تک پانی میں بھیگ چکا تھا، کشتی کے ایک ستون سے چمٹا ہوا مالیا نگ کی طرف مٹکا لہراتے ہوئے زور زور سے چلانے لگا۔

مالیا نگ سنی اُن سنی کرتے ہوئے ہوا کی رفتار میں اضافہ کرتا رہا۔

تیز ہواؤں کے زور پر بڑے بڑے سیاہ بادل اُڑتے ہوئے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر اندھیرا چھا گیا۔ پھر گھن گرج کے ساتھ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

سمندر کی غضب ناک لہریں اور زیادہ اونچی ہو گئیں اور اُند اُند کشتی سے ٹکراتی رہیں۔ آخر کشتی ادھر ادھر ڈگمگاتی ہوئی ایک طرف کواٹھ گئی۔ کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

بادشاہ اور اس کے ساتھی سمندر کی گہرائی میں ڈوب گئے۔

شہنشاہ کی موت کے بعد مالیا نگ اور اس کے جادوئی برش کی کہانی دور دور تک پھیل گئی، لیکن مالیا نگ کہاں گیا؟

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنے آبائی گاؤں واپس چلا گیا اور اپنے کسان باقیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ بعض لوگوں کے خیال میں وہ دنیا کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور غریبوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تصویریں بناتا ہے۔

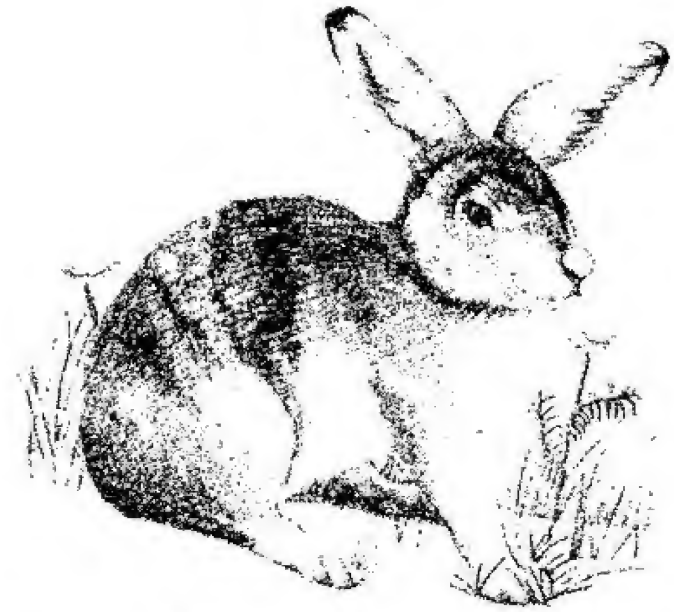


گیا اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ دیہاتی پہلے تو اسے کھینچتا رہا۔ پھر دھکے دیے، مگر جب گدھاٹس سے مس نہ ہوا تو ڈنڈے برسائے لگا۔ ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ لوگ مارنے سے منع کرنے لگے: ”کتنے بے رحم انسان ہو، کس بے دردی سے بے چارے کو مار رہے ہو۔“

دیہاتی پہلے تو سنتا رہا، پھر ڈنڈا پھینک کر گدھے کے سامنے آیا اور چار مرتبہ جھک کر فرشی سلام کیا اور بولا: ”مجھے معاف فرمادیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہاں آپ کے اتنے رشتے دار رہتے ہیں۔“

مرسلہ: سعید الرحمن، ناظم آباد، کراچی
 ایک بھلی کا پٹر شہر کے اوپر پرواز کے دوران بے شمار کاغذ کی پرچیاں نیچے پھینک رہا تھا۔ ایک شخص نے پرچی اٹھا کر پڑھی تو لکھا تھا: اپنے شہر کو صاف رکھیں۔ جگہ جگہ کاغذ وغیرہ پھینک کر گندگی نہ کریں۔ محکمہ صحت و صفائی۔

مرسلہ: محمد عبدالحامض، کراچی
 ایک مشہور و معروف نجومی نے ایک صاحب کا ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا: ”آپ



خرگوش

رانا محمد شاہد

خرگوش ایک خوب معصوم اور بھولا بھالا جانور ہے، جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ دیکھنے میں خوب صورت، مگر زیادہ تر خاموش رہتا ہے۔ شاز و نادر ہی اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ خرگوش تیز بھاگتا ہے۔ اس کے کان گدھے کی طرح لمبے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے کچھ لوگ اسے گدھے کا رشتہ دار کہتے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے۔

خرگوش کی اہم بات یہ ہے کہ اس کے اوپری ہونٹ میں دراڑ ہوتی ہے۔ اس کی پچھلی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں، جو اسے تیز بھاگنے میں مدد دیتی ہیں۔ آنکھیں موٹی اور دم روئی کے گالے کی مانند نرم اور لمبھے دار ہوتی ہے۔

پالتو خرگوش کے کان اور پچھلی ٹانگیں جنگلی خرگوش کی نسبت چھوٹی ہوتی ہیں۔ عام طور پر خرگوش زمین کھود کر بنائے ہوئے بھٹ میں رہتے ہیں۔ مادہ خرگوش ایک وقت میں تین سے سات بچے دیتی ہے۔ جب تک بچے پندرہ دن کے نہیں ہو جاتے، وہیں پڑے رہتے ہیں اور

وہیں انھیں غذا ملتی ہے۔ مادہ خرگوش سال میں کئی بار بچے دیتی ہے اور اس وجہ سے اس کی نسل تیزی سے بڑھتی ہے۔ بچے پیدائش کے وقت اندھے ہوتے ہیں اور جسم پر بال بھی نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس جنگلی خرگوش کے بچوں کی آنکھیں کھلی اور جسم پر بال ہوتے ہیں۔ یہ ابتدا ہی سے چست و چالاک ہوتے ہیں اور زمین پر چھوٹا سا غار نما گھر بنا کر رہتے ہیں۔ خرگوش عام طور پر دن میں سوتے ہیں۔ کھانے اور کھینے کے لیے وہ رات کو باہر نکلتے ہیں۔ بنیادی طور پر خرگوش کا وطن شمالی افریقا ہے۔ کافی عرصہ پہلے کوئی باشندہ خرگوش کو یورپ لے آیا اور رفتہ رفتہ یہ باقی دنیا میں پھیل گیا۔ خرگوش کی کوئی ایک مرغوب غذا نہیں ہے۔ تقریباً ہر شے کھا لیتا ہے، مثلاً گھاس، پھل، درختوں کی چھال، ہر طرح کی سبزی، سبزی کے پتے زیادہ خوش ہو کر کھاتا ہے۔ خرگوش کی نسل تیزی سے بڑھتی ہے۔ جس علاقے میں ان کی آبادی ایک حد سے زیادہ بڑھ جائے تو فصلوں وغیرہ کو نقصان ہو سکتا ہے۔ ہر سال لاکھوں خرگوش شکار کر لیے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی آبادی میں ایک توازن قائم رہتا ہے۔

خرگوش بھولا بھالا جانور ہونے کے باوجود ہمیشہ ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے۔ دنیا میں خرگوش کی تقریباً ڈیڑھ سو اقسام ہیں۔ یہ برصغیر کے شمال مغربی حصے میں کھیتوں کے قریب غیر کاشت شدہ علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں تین چار اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک قسم کے خرگوش کی دم کی اوپری سطح بھوری کان چوڑے اور لمبے ہوتے ہیں۔ ایک اور قسم کیپ و پیر بھی ہے۔ اس قسم کے خرگوش بلوچستان، چترال اور گلگت میں ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ سوات، مالاکنڈ اور دیر میں بھی ملتا ہے۔ عربی خرگوش بلوچستان میں پائے جاتے ہیں۔ خرگوش کو کچھ لوگ شوقیہ طور پر بھی پالتے ہیں، لیکن عموماً یہ گائے بھینسوں کی طرح پالا جاتا ہے، تاکہ ان سے گوشت حاصل کیا جاسکے۔

☆

علم در پیچے

زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیں اور اچھی اچھی مختصر تحریریں جو آپ پڑھیں، وہ صاف نقل کر کے یا اس تحریر کی فوٹو کاپی ہمیں بھیج دیں، مگر اپنے نام کے علاوہ اصل تحریر لکھنے والے کا نام بھی ضرور لکھیں۔

حمد باری تعالیٰ

شاعر : حفیظ الرحمن غازی

پسند : عائشہ کشف، فیصل آباد

یہ میدان دھواں بھائی ہیں کس نے
یہ بل کھاتے دریا بھائی ہیں کس نے
ہمارے خدا نے، ہمارے خدا نے
یہ گلشن میں پھولوں کی رنگین نظاریں
بکھیری ہیں کس نے چمن میں بہاریں
ہمارے خدا نے، ہمارے خدا نے
یہ چاند اور سورج بنائے ہیں کس نے
سیاہی کے پردے اٹھائے ہیں کس نے
ہمارے خدا نے، ہمارے خدا نے
سجائے ہیں کس نے، فلک پرستارے
لبھاتے ہیں شب میں، جودل کو ہمارے
ہمارے خدا نے، ہمارے خدا نے

حسن سلوک

تحریر : مفتی محمد تقی عثمانی

مرسلہ : حبیب محمد اقبال، جگہ نامعلوم
حضرت قیس بن سعد بن عبادہ معروف صحابی ہیں اور ایک زمانے تک مصر کے گورنر رہے۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا ان کے پاس آئی اور کہنے لگی: ”مجھے شکایت ہے کہ میرے گھر میں کیڑے مکوڑے بہت کم ہیں۔“
حضرت قیسؓ نے فرمایا: ”کیا اچھا کناہ (اشارہ) ہے۔ اس کا گھر روٹی، گوشت، گڑ اور کھجور سے بھر دو۔“

ماں کی عظمت

مرسلہ : تہذیب شاہد، جہلم

ماں ایک ایسی ہستی ہے کہ اس جیسی ہمدرد ہستی ہمیں دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ ماں نے کبھی نہیں کہا کہ مجھ سے معافی مانگو، چاہے ہم سے جتنی بھی غلطیاں ہو جائیں۔ ایک ماں ہی ہے جس کی محبت دکھا دے کی نہیں ہے۔

ماں کو ستانا دنیا کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ بد قسمت وہ ہے جو ماں کے ہوتے ہوئے بھی اس کی محبت حاصل نہ کر سکے۔ بڑے بڑے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور اگر جنت چاہیے تو ماں کی خدمت کرو۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے۔

جہاں میں رہتا ہوں

مرسلہ : رانا کامران، بلدیہ ٹاؤن

میں ایک ایسے ملک میں رہتا ہوں، جہاں ایسبولنس اور پولیس کی بجائے پیزے

والا جلدی پہنچ جاتا ہے۔ جہاں کار کے لیے تو قرض مل جاتا ہے، تعلیم کے لیے نہیں ملتا۔ جہاں چاول ۱۳۰ روپے کلو ہیں، لیکن موبائل کی سم مفت ملتی ہے۔ جوتا جو میں پاؤں میں پہنتا ہوں، ایئر کنڈیشنڈ شوروم میں رکھا جاتا ہے، جب کہ بنریاں جو میں کھاتا ہوں، فٹ پاتھ کے گندے ریڑھے پر فروخت کی جاتی ہیں، جہاں شربت میں مصنوعی خوشبو استعمال ہوتی ہے، جب کہ ڈش واش سوپ میں خالص لیموں کا رس ملایا جاتا ہے۔ جہاں اعلا تعلیمی ڈگری رکھنے والا اکثر بے کار پھرتا ہے اور اُن پڑھ، مگر مال دار آدمی قوم کا رہنما بن جاتا ہے۔ ہمارے لوگ دو ہزار روپے کا جوتا خرید لیتے ہیں، دوسو روپے کی کتاب نہیں خریدتے، واقعی اس قوم کو جوتوں کی ضرورت ہے، علم کی نہیں۔ اسی علم دشمنی کی وجہ سے ہمارا ملک ترقی نہیں کر پاتا۔

ایک سے بڑھ کر ایک

مرسلہ : محمد سعد سردار، کراچی

ایک انجینئر کو نوکری نہ ملی تو اس نے فلینک کھول لیا اور باہر لکھا: ”۳۰۰ روپے میں علاج کروائیں، فائدہ نہ ہو تو ۱۰۰۰ روپے لے جائیں۔“

ایک آدمی نے سوچا کہ ۱۰۰۰ روپے کمانے کا اچھا موقع ہے، چنانچہ وہ کلینک آیا اور بولا: ”مجھے کسی بھی چیز کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا۔“

ڈاکٹر نے نرس سے کہا: ”بکس نمبر ۲۲ سے دوا نکالو اور انھیں ۳ قطرے پلاؤ۔“

نرس نے قطرے پلا دیے تو مریض نے کہا: ”یہ تو پیٹرول ہے۔“

ڈاکٹر نے کہا: ”مبارک ہو، آپ کو ذائقہ محسوس ہو گیا۔ ۳۰۰ روپے دے دیجیے۔“

اس نے ۳۰۰ روپے تو دے دیے، مگر اسے غصہ بہت آیا۔ کچھ دن بعد وہ پھر کلینک گیا کہ اب ڈاکٹر سے پرانے پیسے بھی واپس لینے ہیں۔

اس نے ڈاکٹر سے کہا: ”میری یادداشت

کا نہیں کرتی۔“

ڈاکٹر نے نرس سے کہا: ”بکس نمبر ۲۲ سے دوا نکالو اور انھیں ۳ قطرے پلا دو۔“

مریض نے چونک کر کہا: ”لیکن یہ دوا تو زبان کے ذائقے کے لیے ہے۔“

ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا: ”مبارک ہو، آپ کی یادداشت بھی واپس آ گئی ہے۔ ۳۰۰ روپے دے دیجیے۔“

بھوت

شاعر : انور مسعود

انتخاب : حریم وقاص، کراچی
ہر اک بچہ وطن کا اس کے ہاتھوں
بہت سہا ہوا، سمٹا ہوا ہے
اُترنے کا نہیں یہ بھوت ہر گز
یہ انگلش میڈیم چمٹا ہوا ہے

پیٹ بھرتے ہی

مرسلہ : عمان وحید، انک ش

کچرے میں پھینکی گئی روٹیاں یہی بیان کرتی ہیں کہ پیٹ بھرتے ہی انسان اپنی

ہمدردونہال اسمبلی

ہمدردونہال اسمبلی لاہور رپورٹ : سید علی بخاری

”پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی ایک نئے پولیس کلچر کا آغاز“



پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے قیام کا مقصد پولیس کو نگرانی کی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال سکھانا ہے، تاکہ پنجاب میں رہنے اور آنے جانے والوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے، امن کا قیام ممکن ہو سکے اور سماجی و معاشی ترقی کی راہ ہموار ہو سکے۔ گزشتہ دنوں ہمدردونہال اسمبلی کے زیر اہتمام پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے سینٹر میں ایک خصوصی، دل چسپ معلوماتی دورے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ افسر تعلقات عامہ محترمہ جنت منظور نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ ڈی ایس پی منصور الحسن نے نونہالوں کو بتایا کہ پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کا بنیادی مقصد ہنگامی صورت حال اور جرائم کا بروقت سد باب کیا جانا ہے۔ اس خود کار ٹیکنالوجی سے جلسوں اور امن عامہ کی صورت حال کی فوری نگرانی اور موثر کارروائی میں مدد ملے گی۔ یہ پروگرام عوام کے اعتماد میں اضافے کا ذریعہ بنے گا اور مشکوک افراد اور مجرموں پر نظر

پر ہوتا ہے۔ وہ شہروں کو کھانے پینے کی چیزوں مہیا کرتے ہیں۔

پُر سکون زندگی گزارنی ہو تو دیہاتوں میں جا کر رہیے۔ قدرت کے نظارے دیکھیے۔ طلوع ہوتے سورج کو دیکھیے۔ غروب ہوتے سورج کا نظارہ کریں۔ چاند کی روشنی اور ٹھنڈک سے لطف اندوز ہوں۔ شہریوں کو یہ چیزیں نہیں ملتیں۔ دیہات کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ سادہ زندگی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

جوتے

شاعر : مسٹر دہلوی مرحوم

انتخاب : محمد عبدالحامد، کراچی

نمازی کے لیے ہیں اس کے جوتے در در مسٹر کہ جیبوں میں نہیں آتے، الگ بھی دھرنیں سکتا نظر سے دور رکھنے میں ہے کھٹکا قدردانوں کا سکون قلب سے پوری عبادت کر نہیں سکتا نظر کے سامنے رکھے تو اس میں یہ قیامت ہے خدا کا بندہ جوتے کو سجدہ کر نہیں سکتا

☆☆☆

اوقات اور اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔

نوکر

مرسلہ : رضوان خواجہ محمد، کراچی

جب تعلیم کا بنیادی مقصد نوکری کا حصول ہو تو معاشرے میں نوکر ہی پیدا ہوتے ہیں، رہنما نہیں!

دیہات

مصنف : پروفیسر محمد اکبر

مرسلہ : عافیہ شتیق، اسلام آباد

دیہات، دیہہ (گاؤں) کی جمع ہے۔ شہری آبادیوں سے دور رہائشی بستیوں کو دیہات کہتے ہیں۔ دیہات کے چاروں طرف سرسبز و شاداب کھیت ہوتے ہیں۔ جن میں دیہاتی لوگ کھانے کی سبزیاں، اناج، چاول، گندم، گنا، کپاس کاشت کرتے ہیں۔ دیہاتی زندگی سادہ ہوتی ہے۔ سادہ لباس، سادہ خوراک، سادہ رسمیں ان کی پہچان ہوتی ہیں۔ دیہات کے لوگ محنت کش ہوتے ہیں۔ شہریوں کی زندگی کا انحصار دیہاتیوں کی محنت



نوناہال خبرنامہ

سلیم فرخی

ہاتھوں کے ٹیل چلنے والا



کیا آپ ناگوں کے بجائے ہاتھوں کے ٹیل پر چل سکتے ہیں۔ دیکھیے، روس کے ۵۳ سالہ سلیمان نے روزے کی حالت میں ہاتھوں کے ٹیل بارہ گھنٹے میں دس کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے سب کو حیران کر دیا۔ ایسا نہیں کہ وہ ناگوں سے چل نہیں سکتا، بلکہ یہ اس کا شوق ہے۔

ایک زبان، تین افراد



پاکستان میں سوات کی ایک دادی ”بشی گرام“ کے ایک گاؤں ”مغل مار“ میں جو زبان بولی جاتی تھی، اسے ”بدیشی“ کہتے ہیں۔ یہ زبان بولنے والے اب صرف تین افراد باقی رہ گئے ہیں۔ یہ ہیں، سید گل، رحیم گل اور علی شیر۔

زبانوں کا رکاز رکھنے والے عالمی ادارے کے مطابق یہ زبان ختم ہو چکی ہے، لیکن اب بھی اس کے تین نمائندے باقی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رشتے خاندان سے باہر ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے مقامی ”روالی“ زبان بولتے ہیں۔

پانچ سو کلو وزنی کدو



آپ نے آج تک اتنا بڑا کدو کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ چین کے ایک کسان نے اپنے کھیت میں دنیا کا سب سے بڑا کدو اگانے کا فیصلہ کیا۔ یہ کدو دس ہین کلو کانٹین ہے، بلکہ اس کا وزن پانچ سو کلو گرام ہے اور اس کا قطر 7۱.۶ سینٹی میٹر ہے۔



رکھی جاسکے گی۔ عوامی مقامات کی زیادہ سے زیادہ نگرانی بھرپور طریقے سے ہو سکے گی۔ یہ ٹیکنالوجی لاہور کے علاوہ راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، بہاول پور، گوجرانوالہ، سرگودھا کے مکینوں اور نوناہالوں کی بہتر حفاظت کر سکے گی۔

اس منصوبے کا ایک بڑا فائدہ ٹریفک کا خود کار انتظام ہوگا، عوام کو پیغام رسانی کے ذریعے ٹریفک کے جھوم دالی سڑکوں اور متبادل راستوں سے آگاہ کیا جائے گا۔

اس سے وقت بھی بچ سکے گا اور اس نظام کے ذریعے برقی چالان بھی ممکن ہوں گے یعنی غلطی کرنے والا کسی بحث و مباحثے میں نہیں پڑ سکے گا۔ سروے کے بعد لاہور شہر میں ۱۶۰۰ مقامات کا انتخاب کیا گیا جن میں تقریباً دس ہزار جدید طرز کے کیمرے لگائے گئے۔

نوناہالوں کا یہ دورہ ایک خوب صورت تقریب کی شکل اختیار کر گیا، جہاں نوناہالوں نے محکمے کے متعلقہ سوالات کیے، وہاں اراکین ہمدرد نوناہال اسمبلی لاہور نے حب الوطنی سے سرشار لہو گرمانے والی تقاریر کیں اور علامہ محمد اقبال کے اشعار بھی سنائے اور خوب داد و تحسین کی۔ نوناہالوں میں احمد عمران، ہارون، جوا، ملا نیکہ صابر، ہادیہ خالد، عبدالصبور، محمد حارث، سہیل رضا، ملک محمد عادل، ملک سکندر، شیان مکرم، نویرا، بابر، فریحہ بابر، الوین علی خان، سبحان تنویر، قاسم ریحان اور فاطمہ ریحان شامل تھے۔ ☆

ایک دن کا شیر

ترجمہ : حماد سارنگ

تحریر : لی پھورین



بہت زمانہ گزرا۔ چین میں ”چانگ فینگ“ نامی ایک شخص اپنے علاقے کی سیر کے لیے نکلا۔ نئی نئی جگہیں دیکھنا، نئی نئی چیزوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا، اس کا دل چسپ مشغلہ تھا۔ کئی دنوں کے سفر کے بعد وہ اپنے ملازم کے ساتھ ”بینکشان“ نامی قصبہ پہنچا۔ بلند و بالا پہاڑیوں اور خوب صورت جھروں سے گھرا یہ علاقہ اُسے بہت خوب صورت لگا۔ اس نے بینکشان کی ایک سرائے میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔ سرائے میں پہنچ کر سامان رکھنے کے بعد فینگ نے سوچا، کیوں نہ اس علاقے کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کر لی جائیں۔ کچھ دیر پہلے بارش ہو چکی تھی۔ اس

Hamdard

INSPIRED
BY NATURE
PRODUCTS

راحتِ شکم

بد ہضمی، سینے کی جلن اور بخیر میں جلد آرام کے لیے





وہیں پہاڑی پر قریب ہی ایک بودھ مت عبادت گاہ بھی تھی۔ اس نے سوچا کیوں نہ اس عبادت گاہ میں چلا جائے۔ کچھ کھانے ہی کو مل جائے گا۔ اس نے اپنے پنجے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔
 ”ارے! دروازہ مت کھولنا باہر شیر ہے۔“ اندر سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی: ”مجھے شیر کی بو محسوس ہو رہی ہے۔“

”یہ اچھا نہیں ہوا۔“ فینگ نے اب دل ہی دل میں سوچا کہ یہ تو مجھ سے ڈر رہے ہیں۔ اب کیا کروں! کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔

فینگ کے پاس ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ گاؤں میں جا کر کھانے کی کوئی چیز تلاش کرے۔ وہ پگ ڈنڈی کے پیچھے جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی اس راستے پر گنگنائی ہوئی آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی آرہی ہے۔ فینگ اچانک جھاڑیوں سے

کی وجہ سے چاروں طرف کا منظر دھلا، دھلا نظر آ رہا تھا۔ سبزہ اور خوب صورت ہو گیا تھا۔ بیڑے، پودے اور ماحول بھی سرسبز و شاداب اور نکھر نکھر نظر آ رہا تھا۔ ہری بھری وادیوں اور پہاڑیوں سے اترتے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے فینگ کو بے حد متاثر کر رہے تھے۔

یہ سب کسی جادوگری سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ فطرت کے ان حسین طلسماتی مناظر کو دیکھتے دیکھتے جیسے وہ مدہوش ہو گیا تھا۔ ایک جگہ پہنچ کر اسے اپنا سر گھومتا ہوا سا محسوس ہونے لگا۔ اُس نے سوچا، شاید یہ سب زیادہ بلندی یا پھر تھکن کی وجہ سے ہے یا پھر موسم کی تبدیلی کا اثر ہو۔ اُس نے اپنا گاؤں اور چھڑی ایک درخت کے قریب رکھ دی۔ پھر درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی اُسے آرام و سکون کا احساس ہوا۔ زمین پر اُگی گھاس کی مہک اور ٹھنڈی نرم ہوا کے جھونکوں نے جلد ہی اُسے نیند کی آغوش میں پہنچا دیا۔ کافی دیر تک سو لینے کے بعد جب فینگ بیدار ہوا تو اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔ اس نے اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیرا تو نرمی کا احساس ہوا۔ یہ انوکھا سا احساس تھا۔ ایک انجانے خوف سے اس نے کھڑا ہونا چاہا تو کھڑا نہیں ہو سکا۔ اس کے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ زمین پر تھے۔ اسے محسوس ہوا، جیسے اس کے بدن میں نئی قوت اور بڑی توانائی آ گئی ہے۔ اس نے جمائی لی تو اس کی آواز سے سارا جنگل گونج اُٹھا۔ اسے اپنے چہرے پر لمبی لمبی مونچھیں محسوس ہوئیں اور کچھ عجیب سا لگا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا جھیل کے قریب پہنچا۔ وہاں اس نے جو دیکھا تو حیران رہ گیا، کیوں کہ اب وہ فینگ نہیں، ایک شیر بن چکا تھا۔

لیکن فینگ کو حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی۔ خوشی اس بات کی کہ اب وہ انسان نہیں تھا۔ اپنے نئے روپ، نئی شکل اور طاقت کو آزمانے کے لیے وہ درختوں کے نیچے دوڑنے لگا۔

نکل کر اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ لڑکی اسے دیکھ کر ڈر گئی۔ ایک خوف سے بھری چیخ اس کے حلق سے نکلی اور دور تک پھیل گئی۔ پھر اپنی جان بچانے کے لیے وہاں سے پلٹ کر بھاگنے لگی۔ وہ سوچنے لگا، اس سے تو بہتر میں انسان ہی اچھا تھا۔ ایسی زندگی سے بھلا کیا فائدہ کہ لوگ مجھے اپنا دشمن سمجھنے لگیں۔ میں اس لڑکی کو کھانا تو نہیں چاہتا تھا، لیکن مجھے پیٹ بھرنے کے لیے کچھ تو کھانا ہی ہوگا۔ اپنی بڑھتی بھوک کو دبانے کے لیے فینگ نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شیر کی طرح سوچا۔

فینگ نے سارا گاؤں چھان مارا، لیکن اسے بکری تو کیا کہیں ایک چوزہ تک نظر نہیں آیا۔ سب نے گھروں کے دروازے اندر سے بند کر لیے تھے۔ پھر بھی اسے اُمید تھی کہ کہیں نہ کہیں سے کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے تو ضرور مل جائے گا۔ وہ اندھیرے میں ایک گھر کے پیچھے گیا۔ اس گھر کے لوگ گاؤں میں شیر آنے کی باتیں کر رہے تھے۔

کافی دیر تک تلاش کرنے کے بعد فینگ کو کچھ نہ ملا تو وہ واپس پہاڑی پر چلا گیا۔ وہاں اونچی اونچی گھاس میں چھپ کر بیٹھ گیا، تاکہ کسی جانور کا شکار کر سکے، لیکن رات گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے نیند آنے لگی۔ اچانک کسی آواز سے اس کی نیند ٹوٹ گئی۔ کوئی مسافر پہاڑی راستے سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا، تین آدمی شہر سے واپس آ رہے ہیں۔ وہ چھپ کر اپنے شکار کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ سب قریب سے گزرے، فینگ نے چھلانگ لگا کر ایک آدمی کو زمین پر گرا دیا۔ باقی دونوں ڈر کر بھاگ گئے۔ فینگ اسے گھسیٹتا ہوا پہاڑی پر لے گیا۔ فینگ نے اسے کھا کر اپنی بھوک مٹائی۔ پھر چھپکی لینے لگا۔ چھپکی لیتے ہوئے فینگ سوچ رہا تھا کہ اس نے ایسے آدمی کو مار ڈالا ہے جو بے قصور تھا۔ کیوں نہ واپس اسی میدان میں چلا جاؤں۔ شاید میں دوبارہ

انسان بن جاؤں۔ کچھ دیر یہی سوچتا رہا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دوبارہ اسی جگہ پہنچ گیا، جہاں وہ انسان سے شیر بن گیا تھا۔ اس کے کپڑے اور چھڑی اب بھی وہیں موجود تھے۔ انسان بننے کی خواہش میں وہ اسی جگہ گھاس پر لیٹ گیا اور لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔ دوبارہ جب وہ بیدار ہوا تو یہ دیکھ کر خوش ہو گیا کہ وہ شیر سے پھر انسانی شکل میں آچکا ہے۔ ایک حیرت انگیز احساس سے سرشار فینگ نے اپنا گاؤں اور چھڑی وہاں سے اٹھائی اور اس کے قدم قصبے کی آبادی کی طرف بڑھنے لگے۔ وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ پورے ۲۴ گھنٹے باہر رہا ہے۔

”مالک! آپ کہاں تھے؟“ اسے دیکھتے ہی ملازم نے فکر مندی سے سوال کیا: ”میں سارا دن آپ کو تلاش کرتا رہا۔“ یہ باتیں سن کر سرائے کا مالک بھی ان کے قریب پہنچ گیا۔

”محترم! ہم آپ کے لیے بے حد فکر مند اور پریشان تھے۔“ سرائے کے مالک نے کہا: ”وہاں ایک شیر کہیں سے آ گیا ہے۔ کل رات گاؤں کی ایک لڑکی نے اسے دیکھا تھا اور آج صبح ایک آدمی کو بھی اس شیر نے ہلاک کر دیا۔“ حقیقت چھپانے کے لیے فینگ نے ایک من گھڑت کہانی بنائی کہ وہ سارا وقت عبادت گاہ میں گزار کر آیا ہے۔

سرائے کا مالک اچانک چیخ کر بولا: ”وہیں سے کچھ فاصلے پر تو شیر نے اس آدمی کو مارا ہے۔“

فینگ نے اس بات کو راز ہی رکھنے میں عافیت جانی۔ وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتا تھا کہ اس نے انسان کو مار کھایا ہے اور وہ آدم خور ہے۔ اس سلسلے میں اس کے لیے کچھ کہنا بھی

ایک مشکل ترین مرحلہ تھا۔ اس واقعے کے بعد فینگ اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔

کئی سال گزر گئے۔ ایک دن اس کے ایک دوست نے اسے کھانے پر بلایا۔ کھانے کے بعد مہمان اپنے اپنے قہے لوگوں کو سنانے لگے۔ یہ بھی شرط لگی کہ اگر سننے والوں کو کہانی حیرت انگیز اور عجیب محسوس نہ ہوئی تو کہانی سنانے والے کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ فینگ کی باری آئی تو وہ بھی اپنی شیر والی کہانی سنانے لگا، لیکن جیسے ہی آدمی کو مارنے کی بات آئی، ان میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کا چہرہ غصے سے متمنا لگا۔ دراصل وہ شخص اسی آدمی کا بیٹا تھا، جسے فینگ نے شیر بن کر کھالیا تھا۔

”تو تم نے میرے باپ کو مار کر کھالیا تھا!“ وہ چیخ کر بولا اور فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے میں میں انگارہ بن گئی تھیں۔

فینگ بھی گھبرا کر فوراً ہی اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور کہا: ”میں معافی چاہتا ہوں۔ مجھے ذرہ برابر بھی علم نہیں تھا کہ آپ اس آدمی کے بیٹے ہیں۔“

اس شخص نے اچانک جیب سے چاقو نکال لیا اور تیزی سے فینگ کی طرف لپکا، لیکن نشانہ چوک گیا اور فینگ کے بجائے وہ تیز دھار چاقو کرسی میں پھنسا ہو گیا۔ اگلے ہی پل وہ شخص فینگ پر چھٹا۔ وہاں موجود ہر شخص حیران تھا کہ آخر اسے اچانک کیا ہو گیا تھا۔ ان میں سے دو آدمی اٹھے اور انھوں نے اس نوجوان کو فینگ سے الگ کیا۔ وہ الگ ہوتے ہوئے بولا: ”میں تمہیں مار کر اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔“ وہ غصے میں اپنی مٹھیاں بھیجنے رہا تھا۔

فینگ کے دوستوں نے اس سے کہا وہ فوراً وہاں سے چلا جائے اور کہیں چھپ جائے اور جب معاملہ سلجھ جائے، تب ہی سامنے آئے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ قتل کا بدلہ لیا

جائے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ فینگ نے جب اسے مارا تھا، اس وقت وہ انسان نہیں شیر تھا، لیکن اب اس کے بدلے میں کسی انسان کا قتل کرنا بے وقوفی ہوگی۔ یہ ایک بڑی الجھی ہوئی صورت حال تھی۔ دوسری جانب وہ شخص بڑی شدت سے اپنے مرحوم باپ کے قتل کا بدلہ لینے پر اڑا ہوا تھا۔

آخر بات شہر کے جج تک پہنچی۔ جج نے فینگ کو یہ مشورہ دیا کہ اس علاقے سے دور چلا جائے اور اپنے دشمن سے چوکتا رہے۔

ادھر جب وہ شخص اپنے گھر واپس لوٹا تو اس کے دوست اسے سمجھانے لگے کہ ہمیں تمہارے باپ کے قتل کا بہت افسوس ہے اور تمہارے ساتھ پوری پوری ہمدردی ہے۔ باپ کے قتل کا بدلہ لینا بیٹے کا فرض ہے، لیکن فینگ نے تمہارے باپ کو شیر کی صورت میں اپنی بھوک مٹانے کی غرض سے مارا تھا۔ اس وقت وہ انسانی حواس میں نہیں تھا، اس لیے اسے قصور وار نہیں ٹھیرایا جاسکتا۔ تمہارے باپ کو مارنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ کوئی سوچی سمجھی سازش نہیں تھی، اسی لیے کوئی بھی قانون اسے کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ ہاں، تم اگر فینگ کو مار دے گے تو ضرور مجرم کہلاؤ گے اور تمہیں اس کی سزا بھگتی ہوگی۔

دوستوں کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور اس نے فینگ سے بدلہ لینے کا خیال دل سے نکال دیا۔ یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ انسان اور جانور میں یہی فرق ہے کہ جانور کوئی بھی عمل کرتے ہوئے سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے، مگر انسانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہوش و حواس اور عقل و شعور کا دامن کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

☆☆☆

دنیا کی پہلی بلٹ پروف کتاب

دنیا کی پہلی بلٹ پروف (جس پر گولی اثر نہ کرے) اس کتاب کو دستاویزی فلم ڈائریکٹر شرمین عبید چنائے نے لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کی خاطر تیار کیا ہے۔ اس کتاب کی آمدنی سے لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دیا جاسکے گا۔ کتاب کا نام ”علم بلٹ پروف ہے“ رکھا گیا ہے۔ اسے صنم مہر نے لکھا ہے، جو ملالہ یوسف زئی کی ہم جماعت شازیہ رحمن اور کائنات ریاض کے بارے میں ہے۔ ملالہ کے ساتھ ان دو لڑکیوں پر بھی فائرنگ کی گئی تھی۔ ملالہ نے بعد میں لڑکیوں کی تعلیم کے حق میں تحریک چلائی۔ یہ کتاب ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی جلد پر ایسا ریشہ لگا ہوا ہے کہ اس پر ۵ میٹر کے فاصلے سے بھی گولی چلائی جائے تو کوئی اثر نہیں ہوتا۔

”علم بلٹ پروف ہے اور اس پر گولی چلا کر اس میں سوراخ نہیں کیا جاسکتا۔“ شرمین نے جو اکیڈمی ایوارڈ حاصل کر چکی ہیں، کہا کہ ہم پاکستانی عوام کی توجہ تعلیم کی اہمیت کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم شازیہ اور کائنات کی کہانی اس لیے شائع کر رہے ہیں، تاکہ دنیا بھر کے لوگ متوجہ ہوں اور کتاب فروخت کر کے لڑکیوں کے لیے علاقوں میں اسکول کھول کر تعلیم کو عام کیا جاسکے۔ شرمین نے مزید کہا کہ میں نے کتاب کی جلد کا ڈیزائن ایسا بنوایا ہے کہ اسے دیکھ کر سب تعلیم کی اہمیت سے واقف ہو جائیں۔ اسی کے ساتھ کتاب میں دیے ہوئے پیغام کو سمجھ سکیں۔ کتاب ابھی محدود تعداد میں چھاپی جا رہی ہے، جسے نیلامی کے ذریعے فروخت کیا جائے گا۔

خوش ذوق نوںہالوں کے پسندیدہ اشعار



بیت بازی

میں بھی اس دور خرابی کا نمائندہ ہوں
مجھ کو بھی صاحب کردار نہ سمجھا جائے
شاعر: سرور جاوید پند: حمید کوثر ہسل
اسے روکو کہ باز آئے، سراسر ہے یہ پاگل پن
جو بہروں کے حلوں میں صدا تقسیم کرتا ہے
شاعر: عرفان صادق پند: غم خان، ثانی کراچی
دھول ماجد جی ہے چہروں پر
لوگ آئینہ صاف کرتے ہیں
شاعر: ماجد ظیل پند: عبداللہ، حفتر آباد
جب معلوم ہوا، اس میں دوستوں کا ہاتھ ہے
زندگی بھر پھر ہمیں زخم جگر اچھا لگا
شاعر: حاصل مراد آبادی پند: احمد قب، ملتان
عمر بھر خاک اُڑتی ہے سروں پر سب کے
یوں تو کہنے کو زمیں زیر قدم ہوتی ہے
شاعر: رفیع الدین راد پند: علیہ سلیم، رحیم یار خان
غم کی تشریح بہت مشکل تھی
اپنی تصویر دکھا دی ہم نے
شاعر: جاوید شاہین پند: روینہ امان، کراچی
مسائل اتنے زیادہ تھے اپنے ساتھ ظفر
کہ خود سے ملنے کا موقع کبھی ملا ہی نہیں
شاعر: ظفر گوکوردی پند: عالی جاہ، اقبال، سکھر

اے رسول پاک، اے پیغمبر عالی وقار
چشم باطن میں نے دیکھی تجھ میں شان کردگار
شاعر: سردار بخش عکمل پند: منظور حامد، لاہور
لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے
شاعر: ابرار جم ذوق پند: روبینہ ناز، کراچی
تجربہ ہے کہ دشمنی اکثر
دوستی کے لہو سے پلٹی ہے
شاعر: احسان دال پند: مانور طاہر، بکھن اقبال
فقیہ شہر نے تہمت لگائی ساغر پر
یہ شخص درد کی دولت کو عام کرتا ہے
شاعر: سافر صدیقی پند: اکرام اللہ، کوئٹہ
اس کو ستم نصیب کہوں یا ستم نواز
جو آدمی ہے مہر کا پیکر بنا ہوا
شاعر: حمایت علی شاعر پند: عبد المجید اکبر، لاہور
اک ہاتھ میں کتاب ہے، اک ہاتھ میں قلم
یہ نسل اب کرے گی نئی داستان رقم
شاعر: سید سجاد علی جوہر پند: عروسہ سعادت، کورنگی
اس عہد میں زر دار ہی زر دار بنا ہے
بے زر کو یہاں ایک نوالہ نہیں ملتا
شاعر: اقبال مجیدی پند: کریم الہی، لاہور

ہنڈ کلیا

سبزیوں کی جلفریزی حرا وقاص، کراچی

مٹر کے دانے : ایک پیالی / پھول گو بھی درمیانی : ایک عدد / آلو چوکور کٹے اور تلے ہوئے : دو عدد
گاجر گول کٹی ہوئی : دو عدد / ہری مرچ لہائی میں کٹی ہوئی : تین عدد / پیاز کٹی ہوئی : دو عدد
شملہ مرچ چوکور کٹی ہوئی : تین عدد / سوکھی ٹماٹ لال مرچ : چار عدد

پہا اور بھنا ہوا سفید زیرہ : ایک چائے کا چمچ / کٹی ہوئی کالی مرچ : ایک چائے کا چمچ
سفید سرکہ : ایک کھانے کا چمچ / کٹی ہوئی ادراک : ایک کھانے کا چمچ / ٹماٹو کچپ : ایک کھانے کا چمچ
پسے ہوئے ٹماٹو : دو کھانے کے چمچ / ہرا دھنیا : سجانے کے لیے / تیل : آدمی پیالی / نمک : حسب ذائقہ
ترکیب : دیکھی میں تیل گرم کر کے لال مرچیں تلیں۔ پھر گاجر، مٹر، گو بھی اور پیاز ملا کر
بھونیں۔ بھن جائے تو اس میں ہری مرچ، کالی مرچ اور نمک ڈال کر پانچ منٹ تک پکائیں، پھر
سبزیوں پر آلو پھیلا دیں، اب اس میں ٹماٹو، زیرہ اور سرکہ ڈال کر دم پر رکھ دیں۔ مزے دار
جلفریزی ڈش میں نکال کر ہرے دھینے سے سجادیں۔

مزے دار اپیل کریم محمد سعد سردار، کراچی

سیب : ۶ عدد / چینی : ایک کپ / انڈا : ایک عدد

دودھ : ایک پاؤ / کریم : حسب ضرورت

ترکیب : سیب چھیل کر کدو کش کر لیں اور ہلکی آٹھ پر پکائیں۔ پھر چینی، انڈا اور دودھ
ڈال کر بیس منٹ پکائیں اور خشک کر لیں۔ پلیٹ میں نکال کر اوپر سے کریم ڈال دیں۔

☆☆☆

نونہال ادیب

محمد احمد غزنوی، ہمبرگرہ اسامہ شہیر احمد قریشی، حیدر آباد
طہورا عدنان، کراچی بیت محمد اقبال، پشاور
راہبہ فاروق، ڈیرہ اسماعیل خان آمنہ بخادر، کراچی
عبدالرحمن فیصل، کراچی سلمان یوسف سمیع، علی پور



مستقبل کی تدبیریں

قوم و وطن کی تعمیریں

بن جاتی ہیں تقدیریں

ان سے عظمت ملتی ہے

دہر میں عزت ملتی ہے

اللہ کی رحمت ملتی ہے

والدین، خدا کے تحفے

طہورا عدنان، کراچی

پیارے ساتھیو! یقیناً آپ سب جنت

میں جانا چاہتے ہیں۔ جنت اللہ نے ماں

کے قدموں تلے رکھی ہے۔ یعنی ہم اپنی ماں

کی خدمت کر کے، ان کی فرماں برداری

کر کے جنت حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ کی رحمت

مرسلہ : محمد احمد غزنوی، ہمبرگرہ

ماں باپ کی خدمت کرتا ہوں

استاد کی عزت کرتا ہوں

اللہ کی اطاعت کرتا ہوں

مجھ کو شفقت ملتی ہے

علم کی دولت ملتی ہے

ہر قسم کی نعت ملتی ہے

بھائی بہن کی اُلفت سے

ہمسایوں کی عزت سے

نیکی اور شرافت سے

کیسی چاہت ملتی ہے

کتنی راحت ملتی ہے

کونین کی دولت ملتی ہے

اسی طرح والد کو جنت کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ اب یہ دروازہ کیسے کھلے گا؟ اس کے لیے والد کا ہر حکم ماننا چاہیے۔ والد کے ساتھ حسن سلوک جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ لہذا والد کے آفسو آپ کی وجہ سے نہ گریں، ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت سے محروم کر سکتے ہیں۔

والدین کا سایہ اگر نہ ہو تو انسان زمانے کی کڑی دھوپ میں جلتا رہتا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ والدین کی زندگی ہی میں ان کی قدر کریں۔ ان کے آرام کا خیال رکھیں اور سب سے بڑھ کر ان کا ادب کریں۔ ان کی فرماں برداری کریں، کیوں کہ والدین کی نافرمانی کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی خبر دی ہے۔

آئیے، ہم سب مل کر عہد کریں کہ کبھی والدین کا دل نہیں دکھائیں گے اور اس تحفہ خداوندی کی دل سے قدر کریں گے۔

ابو کی یادگار

رابعہ فاروق، ڈیرہ اسماعیل خان
ہماری امی کو کچھ پرانا سامان بہت عزیز ہے۔ مثلاً لالٹین، میز پوش، گھنٹی لگی الارم والی گھڑی، اسٹیل کا ننھا سا گلاس اور ایک ہاتھ والا پنکھا وغیرہ۔ یہ ساری چیزیں میری نانی اماں کے دور کی ہیں اور ان میں سے بہت سی اشیاء اب ناقابل استعمال ہیں۔ کبھی ہم اس سامان کو کباڑیے کو بیچنے یا ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کو کہتے ہیں تو میری امی بگڑ جاتی ہیں اور انکار کر دیتی ہیں۔ کئی دفعہ میرا جی چاہا کہ امی سے چھپ کر یہ سارا سامان پھینک دوں، لیکن دل آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ امی کہتی تھیں: ”یہ میری اماں کے زمانے کی چیزیں ہیں، ان سے اماں کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔“

یہ بات میں سنتی تھی، لیکن کبھی دل سے اس چیز کو محسوس نہیں کر سکی۔ پھر ایک

دن ایسا واقعہ ہوا کہ مجھے امی کے جذبات و

احساسات کا شدت سے احساس ہوا۔ جب میں اسکول میں پڑھتی تھی۔ سال گرہ تھی۔ میری چھوٹی بہن نے مجھ سے پوچھے بغیر وہی بلی تحفے کے طور پر دینے کے لیے ضد کرنے لگی۔ میں فوراً تڑپ کر اٹھی اور اس سے بلی چھین لی۔ اس واقعے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ جیسے میں اپنے ابو کی آخری نشانی کسی کو نہیں دینا چاہتی، اس طرح میری امی بھی اپنی اماں کی نشانیاں کسی کو نہیں دینا چاہتیں۔

پھر میں نے کبھی امی سے ضد نہیں کی کہ پرانا سامان پھینکیں، بلکہ میں خود اس سامان کی حفاظت کرنے لگی۔ یہ سچا واقعہ میرے دل کی آواز ہے۔

عزم تمھارا

مرسلہ: اسلامیت شبیر احمد قریشی، حیدر آباد
کٹھن راہ منزل، جواں عزم تمھارا
یہ دھرتی تمھاری، مان تم ہمارا

عدو کو وطن کی خاک تم چناؤ
 بڑھے چلو بڑھے چلو، قدم تم بڑھاؤ
 یہ راہ ہے پرخطر، مگر تمہیں کس کا ڈر
 دھائیں ہماری ساتھ ہیں قدم بڑھو بے خطر
 دشمن کے دل پہ قائم بہت تمہاری
 بتادو یہ اس کو، زمین ہے ہماری
 ادھر آئیں اگر تمہارے قدم
 تو نام و نشان مٹادیں گے ہم
 ادھر سے ادھر تک ہماری ہے حکمرانی
 دلوں کے ہیں فاتح، یہ بات ہے بتانی
 یہ مائیں، بہنیں اور بیٹیاں
 تمہارے جذبات کی ہیں ترجمان
 جھکے نہ سر پھر تمہارا کبھی
 دعا کرتے ہیں ہم خدا سے یہی

ذہنی غلام

بیت محمد اقبال، پشاور

پاکستان کا ہر فرد ۱۴ اگست کا سن کر
 قومی جذبے سے سرشار ہو جاتا ہے،

کیوں کہ ۱۴ اگست ہی وہ دن ہے جب
 دنیا کے نقشے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان
 ابھرا، جو کہ ایک مکمل آزاد ملک ہے۔ ایسا
 ملک جس کی آزادی کے لیے لاکھوں
 مسلمانوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا
 اور الحمد للہ آج تک ہمارے ملک کی
 آزادی برقرار ہے۔

اس جذبے کے ساتھ ایک دوسرا ادب
 تاریک پہلو بھی ہے اور وہ ہے، غلام
 ذہنیت یا ذہنی غلامی۔ ہم بظاہر تو غیروں کے
 تسلط سے آزاد ہیں، لیکن ہم ذہنی طور پر آج
 بھی غیروں کے غلام ہیں۔ ہمیں غلامی کی
 جن زنجیروں میں انگریز جکڑ کر گئے تھے، ہم
 آج بھی ان میں جکڑے ہوئے ہیں، جن
 میں سے کچھ کا سرسری سا جائزہ لینا چاہیے
 برصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کے

تسلط سے پہلے تمام مسلمانوں کو بلا تفریق
 یکساں تعلیم دی جاتی تھی، جب کہ انگریزوں

نے تمام طبقات کے طالب علموں کے لیے
 الگ الگ نظام تعلیم رائج کیا اور اگر دیکھا
 جائے تو آج آزادی کے اتنے سال بعد بھی
 پاکستان کا ہر بچہ یکساں تعلیم سے محروم ہے،
 جو قومی یکجہتی اور ملکی ترقی کی راہ میں بڑی
 رکاوٹ ہے۔ اس طرح آج بھی ہمارے
 نظام تعلیم پر انگریزوں کا تسلط قائم ہے۔

غلامی کی ایک زنجیر نے ہماری اپنی
 قومی زبان ”اردو“ کو جکڑ رکھا ہے۔
 افسوس ہے کہ آج کی نوجوان نسل بڑے فخر
 سے یہ کہتی ہے کہ میری اردو کم زور
 ہے۔ حال آنکہ یہ بڑی بے شری کی بات
 ہے۔ جب کوئی قوم اپنی زبان چھوڑ کر
 دوسروں کی زبان بولنے پر فخر کرے تو یہ
 اس کی غلامی کی پکی نشانی ہے۔

بہت سی ایسی رسمیں کرنا ہم خود پر لازم
 سمجھتے ہیں، اسلام میں جن کی بالکل گنجائش
 نہیں ہے۔ ان رسموں میں ویلنٹائن ڈے،
 اپریل فول، مدرڈے، فادر ڈے اور
 یکم جنوری کو نیو ایئر کا جشن شامل ہیں، جب
 کہ ہمارے مذہب میں ان رسموں کی کوئی
 حقیقت نہیں ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
 ”وہ ہم میں سے نہیں، جو کسی کو دھوکا دے۔“
 ایک اور جگہ ارشاد نبویؐ ہے: ”کسی
 مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسلمان کو
 ڈرائے۔“

ہے۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ میں مہندی، مایوں اور دوسری ہندوانہ رسموں کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

آج کل ہم اپنے لباس اور رہن سہن میں بھی غیروں کی بھرپور تقلید کر رہے ہیں، جو کہ ہماری منفرد شناخت کے لیے خطرے کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے روزمرہ کے معاملات میں ایسے بہت سے کام کرتے ہیں جو کہ ہماری ذہنی غلامی کی عکاسی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہمیں ذہنی طور پر بھی آزادی کی نعمت نصیب فرمائے۔ آمین۔

خوف کا جن

آمنہ بخٹور، کراچی

آج صبح سے میں بہت گھبرائی ہوئی تھی، کیوں کہ آج میرا ریاضی کا پرچہ تھا اور مجھے اس وجہ سے زیادہ ڈر لگ رہا تھا، کیوں کہ میں نے پورا سال ٹیوشن جانے کے باوجود کچھ بھی

نہیں سیکھا تھا۔ اصل میں مجھے شروع سے ہی ریاضی سے خوف آتا تھا۔ اس کی ایک وجہ میرا بچپن کا ایک واقعہ تھا، جب میں پانچویں جماعت میں تھی۔ استاد نے مجھے ایک سوال غلط حل کرنے پر سب کے سامنے ڈانٹا تھا۔ انھوں نے کہا: ”یہ سوال تو میں نے کل ہی حل کرایا تھا۔ تم غلط حل کر کے لائی ہو۔ تمہارے سر میں دماغ ہے یا بھوسا بھرا ہے! تم ایک نمبر کی نالائق ہو۔“

یہ سن کر مجھے رونا آ گیا۔

استاد نے کہا: ”جاؤ، اپنی جگہ پر کان پکڑ کر کھڑی ہو جاؤ۔“

اگلے دن جب اسکول گئی تو میرے ہم جماعت بچے میرا مذاق اڑانے لگے کہ شہینہ تمہارے سر میں دماغ ہے یا بھوسا بھرا ہے۔ یہ سن کر مجھے بہت غصہ آیا اور مجھے ریاضی سے ہی نفرت ہو گئی۔ جب بھی مجھے کوئی استاد ریاضی سمجھاتا تو مجھے خوف آتا

ہے۔ امتحان میں ڈر ڈر کر پرچہ دینے لگی، نہیں جو سوال حل کیے، وہ تقریباً غلط ہی تھے۔ نتیجہ آیا تو میں سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ میں ریاضی میں بہت بُری طرح فیل ہوئی تھی۔ میں اپنے کمرے میں جا کر رونے لگی تو امی میرے پاس آئیں۔ انھوں نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگیں: ”تم بہت سمجھ دار اور لائق ہو، بس تم نے اپنے ذہن

میں یہ بٹھالیا ہے کہ تم ریاضی سمجھ ہی نہیں سکتیں۔ خوف کا یہ جن اتار کر عزم کر لو کہ تم سے بہتر ریاضی کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔“

میں نے کہا: ”امی! مجھے ریاضی کے الفاظ سے ہی خوف آتا ہے۔“ امی نے کہا: ”ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز سے خوف آتا ہے، لیکن کامیاب لوگ وہی بنتے ہیں، جو اپنے خوف کو ہرا دیتے ہیں۔“ امی کی اس بات سے میرے ذہن پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اس کے بعد میں نے

خوب دل لگا کر ریاضی کو سمجھا اور جب نتیجہ آیا تو میں حیران ہو گئی۔ میں نے ریاضی میں بہت زیادہ نمبروں کے ساتھ کام یاہی حاصل کی تھی اور جو مضمون مجھے بہت بُرا لگتا تھا، وہ مضمون اب میرا پسندیدہ مضمون بن چکا تھا۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ کامیابی حاصل کرنے کے لیے خوف کو شکست دینا بہت ضروری ہے۔

مالک پکڑا گیا

عبدالرحمن فیصل، کراچی

”ارے کہاں تھا اب تک؟“ سوال کے ساتھ ہی ایک زوردار تمانچا اس کے منہ پر پڑا: ”پیسے کہاں ہیں جیب خالی کر۔“ اس نے جلدی جلدی جیب خالی کر دی۔ ایک اور تمانچا اس کے منہ پر پڑا: ”اتنے کم پیسے کیوں ملے؟ باقیوں کو تو اتنی ساری بھیک ملتی ہے۔“ یہ کہتے ہی اس نے چھڑی اٹھائی اور اس کو مارنے لگا: ”کام چور، نالائق!“

وہ بولتا جا رہا تھا اور مارتا جا رہا تھا۔ یہ

دیکھ کر سارے بچے سہم گئے تھے۔ وہ مار مار

کر تھک گیا تو چار پائی پر بیٹھ گیا اور بولا:

”آج تجھے روٹی بھی نہیں ملے گی۔“

وہ ان بچوں کا درندہ صفت مالک تھا۔

یتیم خانے سے بچوں کو اٹھا کر اڈے پر لاتا

اور ان سے بھیک منگواتا۔ ان بچوں کو نہ

جانے کتنے ڈھونگ رچانے پڑتے تھے۔

کوئی لنگڑا بن جاتا، کوئی اندھے کا روپ

دھار لیتا۔ ان بچوں میں بابو بھی شامل تھا۔

اگلے دن وہ جامع مسجد کے باہر کھڑا

ہو گیا۔ ظہر کا وقت تھا۔ نماز ختم ہوئی تو اس

نے بھیک مانگنا شروع کی۔ اسے مسجد کے

باہر بہت سی بھیک ملی۔

مانگتے مانگتے شام ہو گئی تو اس نے

اڈے کی طرف جانے کی ٹھانی اور آخروہ

اڈے پر پہنچ گیا۔ مالک سب کی جیب خالی

کر رہا تھا۔ اس نے بھی جیب خالی

کر دی۔

”اچھا، اب روٹی کھالے۔“ مالک

نے کہا اور باہر چلا گیا۔

ملک بھر میں اعلان ہوا کہ جو بچوں کو

بھیک مانگنے پر مجبور کرتے ہیں، ان کو گرفتار

کر کے جیل میں ڈال دیا جائے گا جو

بھکاری صحت مند ہیں، مگر بھیک مانگتے ہیں

انہیں بھی جیل ہوگی۔

مالک کو تو یہ پتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو بس

بچوں سے بھیک منگوا کر عیش کرتا تھا۔ آخر

ایک دن اس کے اڈے پر چھاپا پڑ گیا۔

مالک اس وقت بچوں کی جیبیں خالی کر رہا

تھا۔ اب پولیس اسے ہتھکڑیاں پہنا کر لے

جاری تھی۔ بچے دل ہی دل میں خوش

ہو رہے تھے۔

وہ سارے بچے اب سرکاری اسکول

جاتے ہیں۔ بابو بھی بہت خوش ہے اور

پڑھنے میں سب سے آگے ہے۔

خصوصی دن

سلمان یوسف سمجھ، علی پور

دوستو! ہم سال میں بہت سے دن

مناتے ہیں مثلاً یومِ ارتھ (زمین کا دن)،

یومِ مزدور، یومِ استاد، مدرز ڈے (ماں کا

دن) وغیرہ وغیرہ۔ ہم یہ دن تو پورے

ہند بے اور شوق سے مناتے ہیں، لیکن ان

پر دھیان نہیں دیتے۔

ہر سال ۲۲ اپریل کو ”یومِ ارتھ“ منایا

جاتا ہے، لیکن ہم زمین پر موجود درخت

کاٹتے ہیں، زمین کا حلیہ بگاڑتے ہیں،

آلودگی پیدا کرتے ہیں۔

یکم مئی کو ”یومِ مزدور“ مناتے ہیں،

لیکن مزدوروں کے حقوق کا خیال نہیں

کرتے، بلکہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔

”مدرز ڈے“ جوش و خروش سے

مناتے ہیں، لیکن ہمارا رویہ اکثر اپنی ماؤں

سے بُرا ہوتا ہے۔ ہم ماں کے بارے میں

نہیں سوچتے، یہ نہیں سوچتے کہ ماں کن

مصائب اور مشکلات میں گھری ہے اور کتنی

مشکل سے اس نے ہمیں پالا پوسا۔

۱۵ اکتوبر کو ”یومِ استاد“ منایا جاتا

ہے، لیکن افسوس کہ ہم نے اساتذہ کی ٹھیک

سے کبھی عزت نہ کی، ان کی اچھی طرح

خدمت نہ کی۔ اساتذہ کی عزت و خدمت

کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو پاتا۔

شہید حکیم محمد سعید کا بھی یہی کہنا ہے:

”علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر

کچھ نہیں حاصل ہوتا۔“

۲۳ مارچ کو ”یومِ پاکستان“ خوشی

سے مناتے ہیں، لیکن اس دن کی اہمیت پر

بھی غور نہیں کرتے۔ پورا دن سیر و تفریح

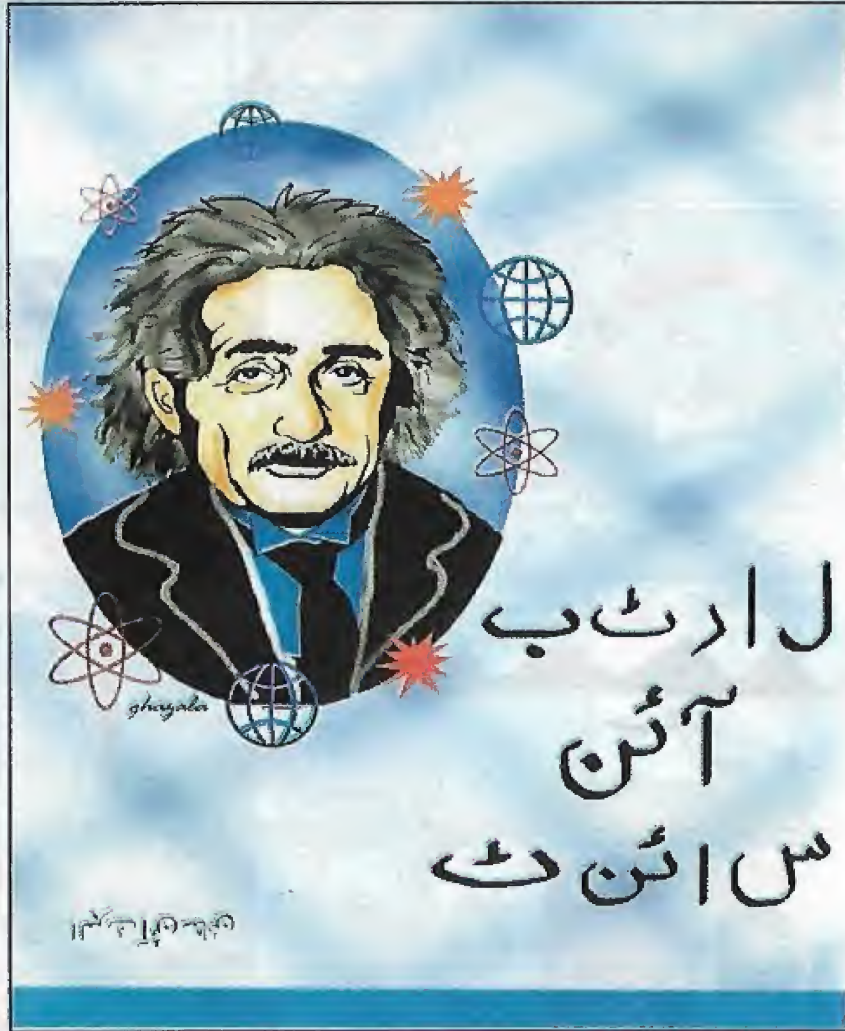
میں گزار دیتے ہیں۔

۱۴ اگست وطن کی آزادی کا دن ہے۔

یہ دن ہم پورے اہتمام اور تیاری کے ساتھ

مناتے ہیں، مگر پاکستان کی تعمیر کے لیے کیا

ذہنی ورزش



حروف کو درست ترتیب دے کر شخصیت کا نام معلوم کیجیے

ستمبر ۲۰۱۸ عیسوی

۸۹

ماہ نامہ ہمدرد نو نہال

کر سکتے ہیں، اس سلسلے میں کوئی عمل نہیں کرتے۔ یہ دن بھی کھیل کود میں گزرتا ہے۔
۶ ستمبر کو ”یوم دفاع“ مناتے ہیں، جنگ میں شہید ہونے والے بہادروں کی زندگیوں پر نظر نہیں ڈالتے۔
۹ نومبر کو ”یوم اقبال“ اور ۲۵ دسمبر کو ”یوم قائد“ سرکاری طور پر منایا جاتا ہے۔
☆☆☆

لکھنے والے نو نہالوں کو مشورہ

نو نہال کہانی، مضمون وغیرہ جب اشاعت کے لیے بھیجیں تو ایک نقل (فوٹو کاپی) اپنے پاس ضرور رکھا کریں۔

جب آپ کی بھیجی ہوئی تحریر شائع ہو جائے تو دونوں کو ملا کر دیکھیں کہ کہاں کہاں تبدیلی کی گئی ہے۔ کس جملے کو کس طرح درست کیا گیا ہے۔ کون سا پیرا گراف کاٹا گیا ہے اور نیا پیرا کہاں سے شروع کیا گیا ہے۔ تحریر کا عنوان بدلا گیا ہے یا نہیں، اور اگر بدلا گیا ہے تو کیا یہ پوری تحریر کا احاطہ کر رہا ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے سے آپ بہت جلد اچھا لکھنے لگیں گے۔

تحریر لکھ کر اس کے نیچے اپنا پتا ضرور لکھ دیں، ورنہ تحریر ضائع ہو جائے گی۔
☆
طویل تحریر نہ لکھیں۔

ستمبر ۲۰۱۸ عیسوی

۸۸

ماہ نامہ ہمدرد نو نہال



نوٹہال منصور



حیرا میاں حیات، کراچی



محمد عظیم ڈوگر، ملتان



علیہ آصف، احمد پور شرقیہ



سید محمد ارحم علی، نارتھ کراچی



سیدہ جویریہ فاطمہ، کراچی



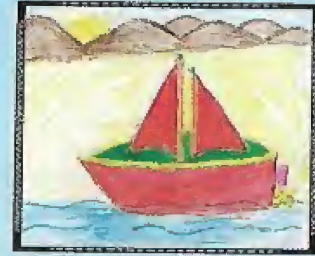
پرویز حسین
کراچی



آمنہ بختیار، کراچی



فاطمہ بختیار
کراچی



محمد حسن عمیر، کراچی



فرح عمیر، گزری



سلمان یوسف سمیع، علی پور



بشری رانا، پٹیالہ دوست محمد



محمد بلال آصف، احمد پور شرقیہ



امید قاسم
کوہاٹ



سعدیہ ہارون، پشاور



نہت فاراح
ٹنڈو جان محمد

سائنسی پیمانے

ایم اسلم مغل

☆ ANEMOMETER (باد پیا) ہوا کی رفتار ناپنے والے آلے کو انیومیٹر کہتے ہیں۔
 ☆ ALTIMETER (ارتفاع پیا) بلندی کی پیمائش ناپنے والے آلے کو آلتی میٹر کہتے ہیں۔
 ☆ BAROMETER (مقیاس الہوا) ہوا کا دباؤ ناپنے والے آلے کو بیرومیٹر کہتے ہیں۔
 ☆ COMPASS (قطب نما) قطب کی سمت معلوم کرنے والے آلے کو کمپاس کہتے ہیں۔
 ☆ LACTOMETER (شیر پیا) دودھ کے خالص ہونے کا پتا چلانے والے آلے کو لیکٹومیٹر کہتے ہیں۔

☆ MICROSCOPE (خرد بین) چھوٹی چیز کو بڑا کر کے دکھانے والے آلے کو مائیکرو اسکوپ کہتے ہیں۔
 ☆ PYROMETER (آتش پیا) آگ کا درجہ حرارت معلوم کرنے والے آلے کو پائرومیٹر کہتے ہیں۔

☆ RAIN GAUGE (بارش پیا) بارش کی پیمائش کرنے والے آلے کو رین گیج کہتے ہیں۔
 ☆ SEISMOMETER (زلزلہ پیا) زلزلے کے جھٹکے ناپنے کے آلے کو سسیمیٹر کہتے ہیں۔
 ☆ TELESCOPE (دور بین) دور کی چیز بڑی اور قریب دکھانے والے آلے کو ٹیلی اسکوپ کہتے ہیں۔

☆ THERMOMETER (حرارت پیا) انسانی درجہ حرارت معلوم کرنے کے آلے کو تھرمامیٹر کہتے ہیں۔

☆

گھنٹی والا جن

تفسیر حید



موسم بہت خوش گوار تھا۔ ساحر ہواؤں کے ساتھ اڑتا جا رہا تھا۔ اسے شام سے پہلے پرستان پہنچنا تھا۔ اس نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی۔ تیز رفتاری کی وجہ سے وہ ایک بادل سے ٹکرا گیا، جس سے وہ سر سے پاؤں تک پانی میں بھیک گیا اور دھڑام سے زمین پر آگرا۔ زمین پر گرتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔

”واہ..... کتنا خوب صورت خواب تھا۔“ ساحر بڑبڑایا: ”کاش، یہ سچ ہو جائے!“ یہ کہتے ہوئے ساحر نے بستر سے چھلانگ لگائی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

باورچی خانے کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ اندر چلا گیا، یہاں اس کی بہن حنا سینڈویچ

بنارہی تھی۔

”اوہو..... سینڈوچ.....“ ساحر کے منہ میں پانی بھر آیا۔

حنانے ٹوکری میں سے ٹماٹر نکالتے ہوئے کہا: ”تم یہ سینڈوچ نہیں کھا سکتے۔“

ساحر نے فوراً سوال کیا: ”کیوں..... کیا یہ پلاسٹک کے بنے ہوئے ہیں؟“

”نہیں بھیا! سینڈوچ تو اصلی ہیں، لیکن میں نے صرف اپنے لیے بڑی محنت سے

بنائے ہیں۔“ حنانے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا۔

”ہونہہ..... محنت سے بنائے ہیں۔ اگر میرے پاس جادو ہوتا تو ایک سیکنڈ میں

بنالیتا۔“ ساحر نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

”زندگی میں کچھ بھی محنت کے بغیر نہیں ملتا۔“ حنانے جواب دیا۔

”اگر میرے ہاتھ الہ دین کا چراغ لگ گیا تو میرے سارے کام آسان ہو جائیں

گے اور میں محنت کیے بغیر ایک کام یا انسان بن جاؤں گا۔“ ساحر نے حنا کی لمبی چٹیا کھینچی۔

”ساحر! تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کہ میرے بالوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ مت کیا

کرو۔“ وہ بیلن اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑی۔

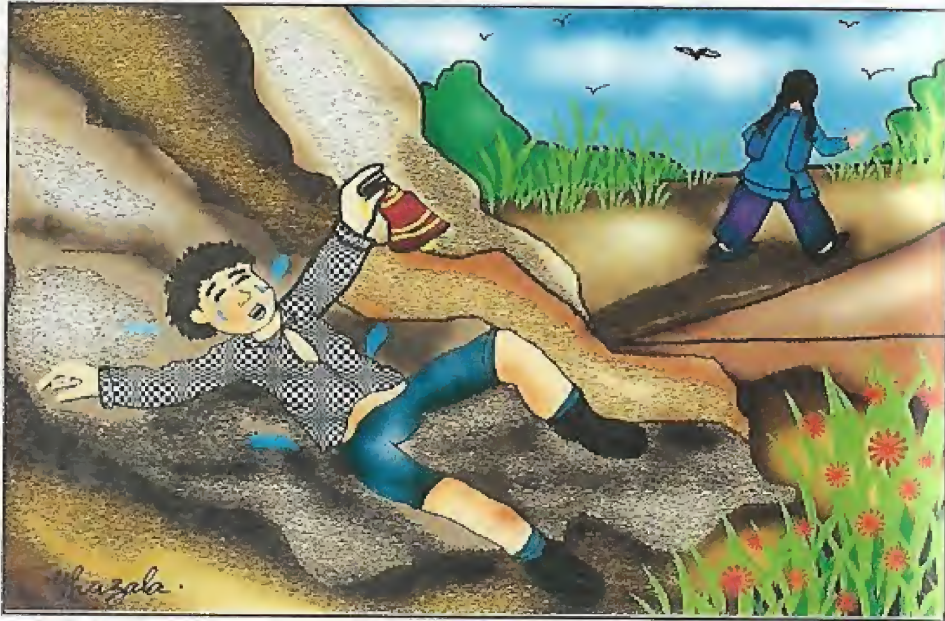
ساحر بھاگ کر بچن سے باہر نکل گیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ گھر کے آگن میں لگے

ہوئے درخت پر بندر کی طرح چڑھ گیا۔ ساحر نے کہا: ”خبردار! میرے قریب مت آنا،

ورنہ جلا کر بھسم کر دوں گا..... ہاہاہاہاہاہ.....“ اور ساتھ ہی وہ عجیب و غریب منتر پڑھنے لگا۔

”بھاڑ میں جائے تمہارا یہ منتر۔“ حنانے کہا۔ اسے مزید غصہ آ گیا۔ اس نے کیاری

میں سے پانی کا پائپ اٹھایا اور اس کا رخ ساحر کی طرف کر دیا، کیوں کہ وہ درخت پر تھا،



اس لیے بھاگ بھی نہیں سکتا تھا۔ اچانک پانی کی بوچھاڑ کی وجہ سے اس کا پاؤں ٹہنی سے پھسلا اور دھڑام سے درخت کے نیچے پڑی چار پائی پر گر گیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ساحر سوچ رہا تھا کہ وہ حنا سے کیسے بدلہ لے۔ اچانک

اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ وہ امی کے کمرے میں گیا اور امی کا سیاہ برقعہ پہن لیا۔

چہرے پر خوف ناک ماسک چڑھانے کے بعد وہ واقعی بھوت لگ رہا تھا۔ وہ حنا کے کمرے

میں گیا تو وہ پڑھ رہی تھی۔ ساحر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ حنانے مڑ کر دیکھا۔ اس

کے حلق سے دل خراش چیخ نکلی اور خوف کے مارے اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ حنا کی یہ حالت

دیکھ کر ساحر نے زوردار قہقہہ لگایا۔

حنانے چلائی: ”ساحر! تمہیں شرم نہیں آتی؟“

ساحر بھاگ گیا، لیکن حنا بھی اس کے پیچھے دوڑی۔ وہ دونوں گھر سے باہر نکل گئے۔ وہ گھر سے کافی دور آ گئے۔ اچانک ساحر کو ٹھوکر لگی اور وہ ایک گہرے گڑھے میں گر گیا۔
 ”تمہارے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔“ حنا نے فاتحانہ انداز میں کہا۔
 ”پلیز! مجھے باہر نکالو۔“ ساحر کو دن میں تارے نظر آ رہے تھے۔
 ”اپنا کوئی منتر پڑھو یا کسی جن کو بلاؤ، جو مرضی کرو۔“ حنا نے جل کر جواب دیا اور واپس گھر چلی گئی۔

ساحر نے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کر دیے۔ اچانک اس کے ہاتھ ایک گھنٹی لگی۔ ساحر نے زور زور سے گھنٹی بجانا شروع کر دی، تاکہ گھنٹی کی آواز سن کر کوئی اس کی مدد کو آئے۔ اچانک گڑھے میں دھواں پھیلنا شروع ہو گیا۔ دھواں ختم ہوا تو سامنے کا منظر ساحر کے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھا۔ ایک بد شکل جن اس کے سامنے کھڑا تھا۔
 ”مجھے کیوں نکالا؟“ جن نے خوف ناک آواز میں سوال کیا۔

”مم..... مم..... میں نے.....؟ میں نے تو تمہیں نہیں نکالا۔“ ساحر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو یہ گھنٹی کس نے بجائی ہے؟“ جن نے سوال کیا۔
 ساحر کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ خوشی سے اُچھل پڑا: ”تم گھنٹی والے جن ہو..... ہے نا؟“

”زیادہ چالاک مت بنو۔ میرا نام رمپل ہے۔“ جن نے اپنا تعارف کروایا۔
 ”اچھا اب تم میرے غلام ہو؟“ ساحر نے سوال کیا۔

”نہیں میں تمہارا نہیں، اس گھنٹی کا غلام ہوں۔ جو اسے بجائے گا، میں اس کی بات مانوں گا۔“ رمپل نے ساحر کی غلط فہمی دور کی۔
 ”چوں کہ اب یہ گھنٹی میرے پاس ہے، اس لیے تم میرے غلام ہو۔“ ساحر نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”بولو..... کیا مسئلہ ہے؟“ رمپل کو اس پر غصہ آ رہا تھا۔
 ”پہلے تو مجھے اس گڑھے سے باہر نکالو۔“ ساحر نے حکم دیا۔
 رمپل نے منتر پڑھا اور اگلے لمحے ساحر گڑھے سے باہر کھڑا تھا۔
 ”اوہو..... تم تو واقعی جن ہو۔“ ساحر خوشی سے اُچھل پڑا۔
 ”کیا میں شکل سے سبزی بیچنے والا لگتا ہوں؟“ رمپل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
 ”ابھی تم جاؤ، مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔“ ساحر نے کہا اور رمپل غائب ہو گیا۔
 ساحر گھر کی طرف چل دیا۔ سارے راستے وہ سوچتا رہا کہ رمپل سے کیا کام کروائے۔
 اگلی صبح وہ جلدی اُٹھ گیا۔ اس نے گھنٹی اُٹھائی اور بجانا شروع کر دی۔
 رمپل آتے ہی چلایا: ”کیا مسئلہ ہے؟ اتنی صبح کیوں جگا یا ہے؟“
 ساحر نے جمائی لیتے ہوئے کہا: ”مجھے ناشتا چاہیے۔“
 ”میں کہاں سے لاؤں؟“ رمپل نے اُلٹا سوال کیا۔
 ”جہاں سے مرضی لاؤ۔ مجھے ناشتا چاہیے۔“
 ساحر حیران تھا کہ رمپل اتنے سوال کیوں کرتا ہے۔

رمپل نے منتر پڑھا۔ اگلے لمحے اس کے سامنے ڈھیروں برتن پڑے تھے۔ ساحر نے

ایک برتن کا ڈھکن اٹھایا اور چلا تے ہوئے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“

”آلو کا سوپ۔“ رمپل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

”اور یہ.....؟“ ساحر نے دوسرے برتن کی طرف اشارہ کیا۔

”بندر کے پائے۔“ رمپل نے فوراً کہا۔

یہ جنوں کا کھانا ہے یا انسانوں کا..... لے جاؤ یہ سب، میں بھلا یہ کیسے کھا سکتا ہوں؟“ ساحر کو چکر آنے لگے۔

”پرستان میں یہی ناشتا دستیاب ہے۔“ رمپل نے لا پرواہی سے کہا۔

”دفع ہو جاؤ، اپنا یہ ناشتا بھی لے جاؤ۔“ ساحر شدید غصے میں تھا۔

”ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔“ رمپل نے کہا اور ناشتے سمیت غائب ہو گیا۔

ساحر کا موڈ شدید خراب تھا۔ وہ بستر سے اٹھا اور باورچی خانے کی طرف چل دیا۔

سارا دن ساحر کا موڈ خراب رہا۔ شام کو اس نے سوچا کہ اب حنا سے بدلہ لینے کا

وقت آ گیا ہے۔ اس نے رمپل کو بلایا۔

”کچھ کھانے کے لیے چاہیے؟“ رمپل نے آتے ہی سوال کیا۔

”ہرگز نہیں۔“ ساحر کو صبح والا واقعہ یاد آ گیا: ”تم جلدی سے جاؤ اور حنا کی لمبی پٹیا

کاٹ دو۔“ ساحر نے رمپل سے کہا۔

”یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔“ رمپل بولا: ”میں ابھی جاتا ہوں، تھوڑی دیر میں

تمہیں حنا کے کمرے سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔“ رمپل نے کہا اور غائب ہو گیا۔

حنا اپنے کمرے میں پڑھ رہی تھی۔ اس نے اچانک اوپر دیکھا تو اسے ایک بد شکل

جن اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ سمجھی کہ ساحر پھر اسے ڈرانے آیا ہے۔ اس نے کتاب

نیل پر رکھی اور لوہے کا گلدان پکڑ لیا: ”تم پھر آ گئے؟“ حنا نے سوال کیا۔

”ہا ہا ہا..... میں تمہاری پٹیا کاٹ دوں گا..... ہا ہا ہا۔“ رمپل نے قہقہہ لگایا۔

”ابھی مزہ چکھاتی ہوں۔“ حنا نے کہا اور گلدان رمپل کے سر پر دے مارا۔ گلدان

لگنے سے رمپل کا سینگ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ کمرے میں رمپل کی چیخیں بلند ہوئی تو

ساحر سمجھا کہ حنا پٹیا کاٹ جانے کی وجہ سے چلا رہی ہے۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہنستا رہا۔

اگلی صبح ناشتے کی میز پر ساحر کو امی ابو سے ڈانٹ پڑی، کیوں کہ حنا نے ساحر کی

شکایت کی تھی۔ ساحر ناشتے کے بعد کمرے میں آیا اور رمپل کو بلایا۔ رمپل آتے ہی چلا یا:

”وہ لڑکی..... وہ..... وہ..... وہ تمہاری بہن ہے یا شیطانی قوتوں کی مالک دیوی ہے؟“

”بکو اس بند کرو۔“ ساحر غصے سے لال ہو گیا: ”میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔“

”مم..... مم..... مجھے معاف کر دو..... میں آئندہ تمہارا ہر کام ٹھیک کروں گا۔“

رمپل نے التجا کی۔

”اچھا تم میرا ایک کام کرو۔ یہ میری کاپیاں لے لو، میرا ایک ہفتے کا ہوم ورک مکمل

کر دو۔ کل مجھے چیک کروانا ہے۔“ ساحر نے بیگ سے کاپیاں نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہو..... یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔“ رمپل خوشی سے چلا یا۔ رمپل نے

منتر پڑھا اور کاپیاں ساحر کے حوالے کر دیں۔

ساحر نے کاپی کھول کر دیکھی۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی: ”یہ کیا ہے، یہ کون سی

زبان ہے؟“ ساحر نے کاپیوں پر عجیب و غریب لائنیں دیکھ کر حیرت زدہ تھا۔

”مجھے تو اسی زبان میں لکھنا آتا ہے۔ یہی پرستان کی زبان ہے۔“ رمپل نے

ساحر چلا یا: ”اپنی گھنٹی لے کر دفعہ ہو جاؤ، دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا۔“ ساحر نے گھنٹی اس کی طرف اچھالی: ”تم اصلی جن نہیں ہو۔“

رہل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا، لیکن یہ بات ساحر کی سمجھ میں آگئی تھی کہ انسان محنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ کوئی دوسرا انسان یا طلساتی مخلوق اس کی تقدیر نہیں بدل سکتے۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جن سے ان کی جان چھوٹ گئی۔ ☆

اٹل اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔ جب وہ ذرا بڑی ہوئی تو ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا۔ ایک دن جب اٹل نے تالی بجائی تو اس کے سامنے کھانے پینے کی چیزوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اس کی والدہ اس وقت باورچی خانے میں تھیں۔ وہ کمرے میں آئیں تو حیران رہ گئیں کہ اتنی ساری چیزیں کون لایا، لیکن جب ان کے سامنے اٹل نے تالی بجائی تو ان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، لیکن ساتھ ساتھ وہ خوف زدہ بھی ہوئیں۔ شام کو جب اٹل کے ابو آئے انھیں یہ بات بتائی، وہ بھی خوب حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

آہستہ آہستہ والدین نے یہ بات قبول کر لی کہ اہل ایک غیر معمولی صلاحیت والی بچی ہے۔ دن اسی طرح گزرتے رہے۔ اب اہل کی اسکول جانے کی عمر ہوئی تو والدین نہایت پریشان ہوئے کہ اگر کبھی اسکول میں اہل نے تالی بجائی تو کیا ہوگا، لیکن پھر اہل کو اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ غلطی سے بھی اسکول میں تالی نہ بجائے۔

پہلے دن اہل نے اسکول میں بہت محتاط دن گزارا۔ اپنے ماں باپ کی بات اہل نے اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھالی تھی کہ اس بات سے اسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اب اہل ساتویں جماعت میں آگئی تھی۔ ایک دن اس کی استانی نے بتایا کہ وہ لوگ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے جا رہے ہیں اور جتنا ہو سکا، ان کی مدد کریں گے۔ جسے چلنا ہو، وہ گھر سے اجازت نامہ لے آئے۔

آپ کی تحریر
کیوں نہیں چھپتی؟

اس لیے کہ تحریر:

اس لیے کہ تحریر: میں نہیں تھی ✽ صاف صاف نہیں لکھی تھی ✽ طویل تھی ✽ صحیح الفاظ ✽ ایک سطر چودہ دو نہیں لکھی تھی ✽ منٹے کے دونوں طرف لکھی تھی ✽ ام اور پنا صاف نہیں لکھا تھا۔ ✽ اصل کے بجائے فونو کا پی بھیجی تھی ✽ نو ہالوں کے لیے مناسب نہیں تھی ✽ پہلے کہیں چھپ چکی تھی ✽ معلوماتی تحریروں کے بارے میں یہ نہیں لکھا تھا کہ معلومات کہاں سے لی ہیں ✽ نصابی کتاب سے بھیجی تھی ✽ چودنی چوٹنی کنیزیں مثلاً شعر، لطیفہ، اقوال وغیرہ ایک ہی صطر پر لکھتے تھے۔

یہ بھی یاد رکھیے:

یہ بھی یاد رکھیے:

✽ ہر تحریر کے نیچے نام ہا صاف صاف لکھا ہو ✽ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر ہرگز نہ لکھیے ✽ تحریر سچے سے پہلے یہ نہ پوچھیں کہ ”کیا یہ چھپ جائے گی؟“ ✽ مختصر صاف لکھی ہوئی تحریر کی باری جلد آتی ہے ✽

✽ نظم کسی بڑے سے اصلاح کر کے بھیجے ✽ نونہال مصور کے لیے تصویر کم از کم ایک میساز کے سفید موٹے کاغذ پر گہرے رنگوں میں بنی ہو ✽ تصویر کے اوپر نام نہ لکھیے، بلکہ تصویر کے پیچھے لکھیے ✽ تصویر خاند کے لیے بھیجی گئی تصویریں جب ماہرین مسترد کر دیتے ہیں تو وہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ واپس منگوانا چاہتے ہیں تو ہٹا لکھا ہوا جوابی تعارف ساتھ بھیجے ✽ تصویر کے پیچھے سچے کا نام اور جگہ کا نام ضرور لکھیے ✽ بیت بازی کا ہر شعر الگ کاغذ پر ٹھیک ٹھیک کدھر کا شعر کا صحیح نام ضرور لکھیے ✽ ہنسی گھر کے لیے ہر لطیفہ الگ کاغذ پر لکھیے ✽ لطیفہ قصے پٹے نہ ہوں ✽ روشن خیالات کے لیے ہر قول الگ کاغذ پر لکھیے ✽ قول بہت مشکل نہ ہو ✽ علم در سچے کے لیے جہاں سے بھی کوئی نکلایا ہو، اس کا حوالہ اور مصنف کا نام ضرور لکھیے ✽ تحریر کسی مخصوص فرقے، طبقے یا کئی قائلوں کے خلاف نہ ہو ✽ طنزیہ اور مزاحیہ مضمون شائستہ ہو، کسی کا مذاق اڑانے یا دل دکھانے والا نہ ہو ✽ نونہال قسط دار کہانی نہ بھیجیں ✽ تحریر کی نقل اپنے پاس رکھیے، تاکہ چھپنے کے بعد کارڈ کچھ نکس کر تحریر میں کیا کیا تبدیلیاں کی گئی ہیں ✽ کتاب وغیرہ منگوانے کے لیے شعبہ مطبوعات اور دو کواحدہ خط نکلیں ✽ تحریریں ناقابل اشاعت ہونے پر ضائع کر دی جاتی ہیں ✽ تحریریں تصویر وغیرہ ارسال کرنے کا طریقہ وہی ہے جو خط بھیجنے کا ہے ✽ کوہنہ اور کسی بھی تحریر پر صرف ایک نام لکھیے اور ہر کوہنہ الگ کاغذ پر چپائیں ✽ اچھی تحریر لکھنے کے لیے زیادہ مطالعہ اور مسلسل محنت بہت ضروری ہے۔

(ادارہ)

اٹل نے اپنے گھر سے اجازت لے کر اپنا نام لکھوا دیا۔ ایک بڑی بس کے ذریعے وہ لوگ سیلاب سے متاثرہ علاقے میں پہنچے۔ اٹل کا دل یہ دیکھ کر بُری طرح ڈکھا کہ بے چارے لوگ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے ہیں۔ گھر، مال، مویشی، ان کے پاس کچھ نہ بچا تھا۔ لوگ کھلے آسمان کے نیچے بے آسرا بیٹھے تھے۔ اسکول والے اپنے ساتھ لایا ہوا امدادی سامان بانٹنے لگے، لیکن پھر بھی بہت سارے لوگ منہ دیکھتے رہ گئے۔

اٹل سے رہا نہ گیا۔ وہ ایک سنسان جگہ گئی اور تین بارتالی بجائی تو انواع و اقسام کے کھانوں کا ڈھیر لگ گیا۔ وہ بھاگ کر گئی اور لوگوں کو بلا لائی۔ کھانے دیکھ کر لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ اٹل کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے کہ اس کی وجہ سے بہت سارے لوگ خوش ہوئے۔ دن گزرا، وہ لوگ واپس آ گئے۔

اب اٹل کبھی کبھی اپنے اسکول کے پیچھے کچی آبادی میں چلی جاتی اور اسی طرح لوگوں کی مدد کرتی، لیکن سب سے نظریں بچا کر، لیکن اتنی احتیاط کے باوجود لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اٹل جادو کے ذریعے کھانا منگو سکتی ہے۔

یہ خبر اٹل کے گھر تک بھی پہنچ گئی۔ اس کے ماں باپ بہت پریشان ہوئے۔ آخر اٹل کے والدین نے فیصلہ کیا کہ ان حالات میں اٹل کا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں، اس لیے وہ لوگ اپنا سامان لے کر دوسرے شہر اٹل کی نانی کے گھر چلے گئے۔ وہاں بھی کسی طرح یہ بات پھیل گئی۔ یہاں تک کہ وہاں سے کوسوں دور ایک ڈاکو کے ڈیرے تک یہ خبر پہنچ گئی۔

کچھ دن سکون سے گزرے۔ ایک دن اٹل، امی کے ساتھ کہیں جا رہی تھی کہ ایک جیپ قریب آ کر رکی۔ اس میں سے چند نقاب پوش اُترے۔ انھوں نے اٹل کو زبردستی

گاڑی میں ڈالا اور جیپ بھاگ کر لے گئے۔ اس کی ماں روتی پٹپٹی گھر پہنچی اور اپنے شوہر کو اٹل کے اغوا کا بتایا۔

اُدھر وہ ڈاکو اپنی کامیابی پر بہت خوش تھے۔ سردار کہنے لگا: ”لاؤ بھئی، جلدی سے لڑکی کو لاؤ۔ بڑی زوروں کی بھوک لگ رہی ہے۔“

ایک کرسی پر اٹل کورسیوں سے باندھ کر سردار کے سامنے پیش کیا گیا۔ سردار ایک دم غصے سے گر جا: ”بے وقوفو! اسے باندھا کیوں ہے! بچی کو آزاد

کرو، اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔ یہ روحانی قوت کی مالک ہے۔“ جیسے ہی اٹل کے ہاتھ کھولے، سردار پیار سے بولا: ”گھبراؤ نہیں بیٹی! تالی بجاؤ۔

یہاں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“ اٹل نے کچھ سوچ کر تالی بجائی تو پلک جھپکتے ہی کھانوں کا ڈھیر لگ گیا۔ سردار نے خود بھی کھانا کھایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلایا۔

اُدھر اٹل کی ماں کا رور و کر بُرا حال ہو گیا۔ وہ دعائیں مانگنے لگی کہ کاش، میری اٹل بھی ایک عام سی بچی ہوتی، اس کے پاس جو صلاحیت ہے، کاش، نہ ہوتی تو میری بچی

آج میرے پاس ہوتی۔ وہ جاے نماز پہ سر رکھے غنودگی میں چلی گئی۔ خواب دیکھا، ایک نورانی بزرگ تشریف لائے اور کہنے لگے: ”تجھے یاد ہے، جب تیرے دروازے پر ایک

فقیر آیا تھا، بہت بُری حالت میں، وہ بھوکا تھا۔ تُو نے اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تھا، جب کہ تیرے گھر میں اس وقت صرف وہی کھانا تھا، لیکن تُو نے اپنی فکر نہ کی اور فقیر کو

کھلا دیا۔ وہ فقیر میں تھا۔ کھانا کھا کر میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ تیری ہونے والی اولاد

نصیب والی ہو۔ وہ تالی بجا کر جو کھانا چاہے گی، وہ حاضر ہو جائے گا اور تم لوگوں کو کبھی خالی پیٹ نہیں سونا پڑے گا۔“ یہ کہہ کر بزرگ ایک دم غائب ہو گئے اور اہل کی ماں کی آنکھ کھل گئی۔

سردار جہاں بھی واردات کے لیے جاتا، پولیس فوراً وہاں پہنچ جاتی اور واردات ناکام ہو جاتی۔ بہت عرصے تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ اہل کی وجہ سے کھانے کا کوئی مسئلہ نہیں تھا، لیکن دوسرے اخراجات کے لیے وہ محتاج ہو گئے۔

ایک دن سردار چند ساتھیوں سمیت کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ مل گئے۔ بولے: ”بیٹا! بُرائی کی راہ چھوڑ دے۔ مجھے معلوم ہے، تُو لوگوں کو ڈرا دھمکا کر ان کے مال پر قبضہ کرتا ہے۔“

ڈاکوؤں کا سردار حیرت سے یہ سب سن رہا تھا۔ اچانک وہ بزرگ کے قدموں میں گر گیا۔ بولا: ”اے بزرگ! پھر بتاؤ، میں کیا کروں؟“

بزرگ نے کہا: ”تُو کوئی بھی جائز کام شروع کر۔ میں دعا کروں گا، تیرے اور تیرے ساتھیوں کے جائز کام میں ضرور برکت ہوگی اور ہاں، اس بچی کو اس کے گھر پہنچا دے، جسے تُو نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ اس کی ماں کا رورہ کر بُرا حال ہو گیا ہے۔“

سردار اور اس کے ساتھیوں نے بزرگ کے ہاتھ چومے اور بُرائی سے توبہ کی۔ ڈیرے پر پہنچ کر اہل کو پیار سے جیب میں بٹھایا اور اسے گھر کے دروازے پر چھوڑ دیا اور ہاتھ ہلاتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

☆☆☆

آدھی ملاقات



بیشتر خطوط ہمدرد نو نہال شمارہ جولائی ۲۰۱۸ء کے بارے میں

✽ مزاح سے بھر پور یہ مضمون خوب ہے، بچوں کا رکھوالا، شکر پڑیاں، علم کے پردانے، جیریں، مائیں نہ مائیں، مرغ کی تفسیر، ایک حیرت انگیز مخلوق، پلاسٹک کے گھر، دیوہروں کے کان اور انسان دوستی اچھے مضامین ہیں۔ ”نام بوجھے“ سلیم فرخی کا یہ سلسلہ نو نہالوں کے لیے معلومات کا خزانہ ہے۔ اس سلسلے سے بچوں کی معلومات میں اضافہ ہوگا اور وہ ماضی کی مختلف شخصیات سے واقف ہوں گے۔ اس سلسلے کی سرخی، تاریخ، شخصیت، معلومات، مقابلہ خوب ہے۔ نذر اہلوالی، لاہور۔

✽ میں نے بلا عنوان کہانی کا عنوان بیجا لکھ کر تھا۔ جولائی کے شمارے میں پہلا انعام حاصل کیا تھا، لیکن مجھے انعامی کتاب ابھی تک نہیں ملی ہے۔ مشعل فاطمہ، ٹنڈوالہیار۔

کتاب آپ کو دھڑکی نمبر ۳۳ کے ذریعے ۶ جون ۲۰۱۸ء کو بھیجی گئی تھی۔ وہ ہمیں واپس نہیں ملی۔ آپ اپنے قریبی ڈاک خانے سے معلوم کریں۔

✽ خاص نمبر میں کہانیاں سننے آموز اور اصلاحی پہلو سے لبریز ہیں۔ معاشرتی کہانیاں بھی قابلِ داد ہیں۔ لکھنے والوں نے لفظوں کی کڑیاں بڑے سلیقے سے جوڑی ہیں جو اپنی سادگی، محاسن اور جذبہء ادب کے اعتبار سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ کہانیوں میں تصویر کشی نے خاص نمبر کو بارہائی بنادیا ہے۔ معلوماتی تحریریں علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ ”چھپکلی باجی“ تحریر کو بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کہانی میں ہمیں انسانیت سے پیار کرنا بھی سکھایا گیا ہے۔ نو نہال ادیب میں ننھے لکھاریوں کی تحریریں دل چسپی، سادگی، زبان و بیان کی

✽ علم و ادب اور حکمت و دانائی کے سلسلے میں ماہ نامہ ہمدرد نو نہال کا جو روشن کردار ہے اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ہر شمارہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ آپ کی زیرِ ادارت یہ ماہ نامہ اپنی منزل کی جانب جن رعنائی سے گامزن ہے وہ درودِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ ڈاکٹر محمد شرف حسین انجم، سرگودھا۔

✽ جن کا شمارہ لا جواب تھا۔ ہر کہانی اپنی مثال آپ تھی۔ سرور قی میں تصویر چھپوانے کا کیا طریقہ ہے؟ عازنہ خان، کراچی۔

لگانے پر ہمدرد فاؤنڈیشن لکھ کر تصویر بھیج دیں۔ تصویر کا معیار دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔

✽ خاص نمبر میں ایک سے بڑھ کر ایک کہانی ہے۔ بہلول داتا کی باتیں، ادیب کا انعام، بادشاہ کے سر پر دو سیگ، مرغی کا ہنگامہ، سو یا ہوا گھر، تین دوست (اس کہانی کو ایک دوسری دفعہ کا ذکر ہے کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا)، دو پیسے کی برکت (مختصر پڑا)، ڈنکی شیر، گر جیوت سوسہ، یادش بخیر، نجومی بادشاہ، بند کرنے کا راز، نرالی ترکیب، پناہ گاہ، اچھا فیصلہ اور ہمارے ابو، کہانیوں کا انتخاب بہترین ہے۔ زبان و عیاں بچوں کی ذہنی سطح کے عین مطابق ہے۔ ہر کہانی میں دل چسپی کا عنصر نمایاں ہے۔ ناولٹ ”چھپکلی باجی“ اگرچہ طویل ہے، مگر نہایت دل چسپ ناولٹ ہے۔ نظموں میں حمد اور نعت قابلِ تعریف ہیں۔ خدا کا شکر ہے، مادر وطن، شہید پاکستان، شوشیاں، بیسیاجی اور نونہد بہترین نظمیں ہیں۔ کہانیوں کی طرح مضامین میں رنگا رنگی ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح، سعید سیاح، پودوں کی الرہی، امتحان میں لٹل ہونے کے طریقے (ظفر و

نثر نگاری اور شاعری کے مقصدیت کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ نگاروں نے خاص نمبر میں بڑی ثابت قدمی اور اخلاص سے بچوں کے لیے معیاری ادب تخلیق کیا ہے جن کے لفظ لفظ، حرف، حرف، جملے جملے میں محبت، عقیدت اور چاہت کی خوشبو بھک رہی ہے۔ امان اللہ شیر شوکت، لاہور۔

● نونہال خاص نمبر میں جن نگاروں کی تحریریں شامل ہیں، ان کا دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے تیاری کے لیے کم وقت ہونے کے باوجود خاص نمبر کو نونہالوں کے لیے عید کا ایک خوب صورت تحفہ پیش کیا ہے۔ ادارہ ہمدرد کے کارکنان کا خلوص ہی ہے جو حکیم محمد سعید کے اجراء کردہ رسالے کو دل کش، سبق آموز اور خوب صورت بناتا ہے۔ جاگو چکاؤ میں حکیم محمد سعید نے بہت اچھی فصاحت کی ہے کہ ”دوست ہمیشہ ایسے لوگوں کو بنانا چاہیے جو دوستی کے قابل ہوں۔“ پہلی بات میں نونہال خاص نمبر کے لیے جو خاص تیاریاں کی گئیں اس پر نظر ڈالی اور باقی رسالہ پڑھ کر اس محنت کو دیکھ بھی لیا جو بہت خلوص سے کی گئی ہے۔ روشن خیالات ہمیشہ کی طرح اصول اور منفرد سبق دیتے ہیں۔ نونہال خاص نمبر کی کس کس تحریر کی تعریف کی جائے کہ ہر تحریر دل چسپ، معیاری اور اپنی مثال آپ ہے۔ م۔ ص۔ ایمین کا حیرت انگیز ناول دل کو بہت بھانپ گیا۔ ولید احمد کبوتر دوڑ۔

● ہمدرد نونہال بچوں کے رسائل میں اپنی ایک منفرد شناخت رکھتا ہے، معیاری مواد کی وجہ سے بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول بھی ہے۔ احمد شریف، گوجرانوالہ۔

● جولائی کا خاص نمبر ملاحظہ فرمائیے کہ جتنا مہربان تھا اتنا ہی بیٹھا پھل مل گیا ہے۔ سب سے پہلے میری نظر ایک خوب صورت سے پوائنٹر پر پڑی۔ یہ خاص نمبر کا تحفہ تھا۔ ہر کہانی ہر نظم ہر سلسلہ اپنی بہاریں دکھا رہا تھا۔ اس لیے میں پورے دھڑکی سے کہہ سکتی ہوں کہ جولائی کے خاص نمبر نے

میدان مار لیا ہے۔ چھپکلی باجی کے کارنامے خوب تھے۔ بڑے مزے کا ناول تھا۔ اصح احمد، مظفر گڑھ۔

● میرا اور ہم سب کا پسندیدہ رسالہ ہمدرد نونہال خاص نمبر ہمیشہ کی طرح بہت ہی زبردست تھا۔ ساری کہانیاں اپنی اپنی جگہ درست تھیں، لیکن بہت زیادہ اچھی کہانیاں درج ذیل ہیں۔ بادشاہ کے سر پر دو سینک، اچھا فیصلہ، مرغی کا ہنگامہ، میری اردو، ہمارے ابو وغیرہ تھیں۔ انکل! ہم ہمدرد نونہال بہت پہلے سے پڑھتے آرہے ہیں، لیکن ستمبر ۲۰۱۷ء سے ہم نے نونہال پڑھنا چھوڑ دیا تھا، کیونکہ ابو کا سوٹر سائیکل سے ایکسپینڈ ہو گیا تھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ اگر ہم پچھلے نونہال حاصل کرنا چاہیں تو کیسے حاصل کریں؟ شیخ محمد حسن رضا عطاری، ملیر، کراچی۔

آپ کے ابو کے انتقال کا جان کر بہت دکھ ہوا۔ اللہ جنت نصیب کرے۔ پرانے شاروں کے لیے متعلقہ شعبے کو آپ کا خط بھیج دیا ہے۔

● کہیں جاگو چکاؤ کی بہار تو کہیں بھولوں داناک باقیں۔ حکیم سعید کی دو پیسے کی برکت ہے حد متاثر کن تھیں۔ ادیب کا انوفا بے حد انوکھا اور تجسس سے بھرپور ہے۔ سب سے اچھی کہانی چھپکلی باجی تھی۔ اس موضوع پر پہلی بار اتنی اونکی کہانی پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کہانیاں اور مختصر تجاربے بھی بہت اچھے تھیں۔ ام ایما ایم، کراچی۔

● جولائی کا خاص نمبر اپنی مثال آپ تھا۔ کہانیوں میں بادشاہ کے سر پر دو سینک (راؤ بی) اور پناہ گاہ (شمینہ پروین) بہت دل چسپ تھیں۔ باقی تمام سلسلے بھی اچھے تھے۔ اس رسالے میں لکھنے والے تمام ادیب اور شاعر اعلا پائے کے ہیں۔ یہ آپ کی محنت ہے جس کا اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ امید ہے ہمدرد نونہال نویں اپنی خدمات سرانجام دیتا رہے گا۔ بشری رانا، ارفع علی، رشت، مٹان، پشاور دوست محمد۔

● اس بار کہانیوں میں سویا ہوا گھر اور مرغی کا ہنگامہ منفرد تھیں اور پسند آئیں۔ ان کے علاوہ یادش بخیر، بھوت بنگہ، میری اردو، عماروں کی زبان، ہمارے ابو، اچھا فیصلہ اور انسان دوستی خوب رہیں۔ تین دوست پرانی کہانی ہے۔ نبوی وزیر اعظم اچھی تھی۔ ناول چھپکلی باجی پسند نہیں آیا۔ بادشاہ کے سر پر دو سینک، نرالی ترکیب، بند کمرے کا راز اور پناہ گاہ اچھے نگاروں کی تحریریں تھیں۔ عشرت جہاں، کراچی۔

● اتنا حسین خاص نمبر دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اتنی مزے کی کہانیوں کا کوئی جواب نہیں۔ ناول چھپکلی باجی تو بہت ہی خوب تھا۔ نظمیں بھی ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ امتحان میں نفل ہونے کے طریقے پڑھ کر تو ہنسی آرہی تھی۔ عماروں کی زبان بھی اچھی تھی۔ میں الحمد للہ کیم جولائی کو عمرہ کر کے آئی ہوں۔ کوہ اور نیس، ملیر، کراچی۔

آپ کو عمرہ بہت مبارک ہو۔ اللہ ہم سب کو حج و عمرے کی سعادت نصیب فرمائے۔

● اس مرحلے پر خاص نمبر میں تمام کہانیاں پڑھیں، لیکن چھپکلی باجی سب پر بازی لے گئی۔ محمد طیب رضا مظلومی، بہاول پور۔

● ہمیشہ کی طرح جولائی کا شمار بھی بہت اچھا تھا۔ تمام کہانیاں اپنی مثال آپ تھیں۔ روشن خیالات، علم و رہنمائی، ہنسی گھر سب کچھ بہت اچھا تھا۔ آتش کرن، کراچی۔

● خاص نمبر بہت خوب صورت شائع ہوا ہے۔ آپ سب کا بے حد شکریہ۔ بچوں کی تعطیلات بہت پوریت میں گزر رہی تھیں ایسے میں دل کش خاص نمبر نے خشتے ہوا کے تازہ جھونکے کا کام کیا۔ شمینہ خانو، جھڑو۔

● ناول ”چھپکلی باجی“ نمبر دن تھا۔ کہانیوں میں مرغی کا ہنگامہ، بادشاہ کے سر پر دو سینک، نبوی بادشاہ اور دیگر کہانیاں بہت پسند آئیں۔ ہنسی گھر کے لطیفے کچھ خاص نہیں

تھے۔ نونہال ادب اور علم در پیچ کی تمام تجاربے زبردست تھیں۔ عمار الرحمن، امید الرحمن، حیدر آباد۔

● خاص نمبر پڑھ کر بہت خوش ہوئی۔ تمام کہانیاں صوبہ اول پر رہیں اور م۔ ص۔ ایمین کا دل چسپی سے بھرپور ناول خاص نمبر کی شان تھا۔ تمام تحریریں، نظمیں اور لطیفے بہت پسند آئے۔ اتنا زبردست اور دل چسپ خاص نمبر شائع کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ احمد سعید الرحمن، حیدر آباد۔

● سب سے پہلے تو م۔ ص۔ ایمین کے ناول کو بھرپور داد دیں گے۔ ناول پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ پورا شمارہ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ رسالے کو کس قدر محنت اور لگن سے دل چسپ بنایا گیا ہے۔ انکل! آپ نے واقعی خاص نمبر کے لیے بہت محنت کی۔ رفیدہ بھر، حیدر آباد۔

● خاص نمبر میں تمام تحریریں پڑھ کر یہ اندازہ ہو گیا کہ اس بار دہائی محنت کی گئی ہے تمام سلسلے بہت پسند آئے۔ معلومات افزا کے سوالات تھوڑے مشکل تھے۔ ناول چھپکلی باجی بہت پسند آیا۔ نظمیں اور لطیفے بھی دل چسپ سے خالی نہ تھے۔ عبید الرحمن، حیدر آباد۔

● جولائی کا شمارہ ہاتھوں میں ہے اور اس کی تعریف نہ کی جائے یہ ہو نہیں سکتا۔ خاص نمبر بہت خاص تھا۔ جاگو چکاؤ، پہلی بات، حیدر باری تعالیٰ اور نصیب رسول مقبول پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ فاطمہ جناح، سعید سیاح اور پودوں کی الہامی پڑھ کر اچھا لگا۔ بہترین کہانیاں بادشاہ کے سر پر دو سینک، مرغی کا ہنگامہ، سویا ہوا گھر اور ایک مالی اور ایک چور تھیں، چھپکلی باجی بہترین ناول تھا۔ پناہ گاہ، اچھا فیصلہ اور ہمارے ابو پڑھ کر خوش ہوئی۔ محمد آسامہ اکرم، خیر پور، میانوالی۔

● خاص نمبر بہت پورا تھا۔ سب سے پہلے جو کہانی پڑھی وہ تھی ”نرالی ترکیب“ بہت پسند آئی۔ باقی سب کہانیاں بھی بہت

اجھی تھیں۔ ہنسی گھر بہت اچھا تھا۔ نظمیں بھی پسند آئیں۔ کبریٰ عباسی، ہری پور۔

خاص نمبر واقعی خاص، بلکہ خاص خاص تھا۔ شاعر حقیقتاً آپ کی محبت کا منہ لوتا ثبوت ہے۔ ناول نہیں بے حد پسند آیا۔ یہ م۔ ص۔ ایمن کے عظیم قلم کا ایک اور عظیم شاہ کار تھا۔ ناول کے ساتھ باقی سب تحریریں بھی بہت اچھی لگیں۔ ہنسی گھر بالکل ناکارہ تھا۔ شاہ میر عباسی، ہری پور۔

م۔ ص۔ ایمن کا ناول چھپکلی باجی بہت پسند آیا۔ بلا عنوان کہانی بھی بہت اچھی تھی۔ ہمیں ہمدردی نونہال کی ایک ایک تحریر بہت پسند آتی ہے۔ عروج رانا، امن رانا، ارفع علی، شیخوپورہ۔

پہلی دفعہ ہمدردی نونہال پڑھا، بہت اچھا لگا۔ معلومات افزا اور بلا عنوان کہانی عمدہ سلسلے ہیں۔ کہانیاں بہترین ہیں، لیکن عشرت جہاں کی کہانی "گر بیجویت سوسہ" پہلے "بی اے سوسہ" کے نام سے چھپ چکی ہے۔ سیف اللہ محمود، بمبیرہ۔

خاص نمبر بہت اچھا تھا۔ سرورق پر بچوں کی تصویر اچھی لگی۔ بہلول دانا کی باتیں، بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، مرغی کا ہنگامہ، سویا ہوا گھر، بند کمرے کا راز، گر بیجویت سوسہ، زخمی شیر، پناہ گاہ، اچھا فیصلہ، ہمارے ابو، بھوت بنگلہ اور میری اردو پسند آئی۔

م۔ ص۔ ایمن کا ناول چھپکلی باجی ٹاپ پر تھا۔ بلا عنوان کہانی بھی اچھی تھی۔ رمشاہ بین، کراچی۔

چھپکلی باجی بہت اچھا ناول تھا۔ بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، سویا ہوا گھر، نجی وزیر اعظم، ایک چور ایک مالی اور شکر پڑیاں پڑھ کر اچھا لگا۔ پورا شمارہ ٹاپ پر رہا۔ عائشہ بی بی، فیصلہ پورہ سیوالی۔

کے کان پڑھ کر بہت حیرت ہوئی۔ ہمارے ابو پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ ہنسی گھر نے ہنسا ہنسا کر ڈیرا کر دیا۔ گر بیجویت سوسہ اور نجی وزیر اعظم نے دل کو خوش کر دیا۔ عبداللہ سیٹل، کراچی۔

تمام کہانیاں، مضامین اور نظمیں بہت خاص ہیں۔ بہلول دانا کی باتیں، ادیب کا انو، بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، مرغی کا ہنگامہ، سویا ہوا گھر اور چھپکلی باجی زبردست کہانیاں ہیں۔ خاص نمبر کے ساتھ خاص تحفہ بھی تھا۔ ہم اس تحفے پر آپ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حلیمہ نشان، خدیجہ نشان، فوزیہ کوڑی، قادری، کاموگی۔

جولائی کا شمارہ ٹاپ پر تھا۔ سب کہانیاں اچھی تھیں۔ نام بوجھے سب سے اچھی تھی۔ اگل! کتا میں ہم کس طرح منگو اسکے ہیں۔ ایک کتاب منگوانی ہے۔ اگل! کیا شعبہ مطبوعات کو بھی اسی پتے پر خط لکھیں؟ خدیجہ طارق الہی، صان طارق الہی، کراچی۔

جی ہاں، یہی پتا ہے۔ لٹا نے پر "شعبہ مطبوعات" لکھ دیں۔

سرورق سے لے کر صفحہ آخر تک علوم و فنون کا خزانہ ہے۔ بہلول دانا کی باتیں، ادیب کا انو، مرغی کا ہنگامہ، بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ اور سویا ہوا گھر بہترین تحریریں ہیں۔ چھپکلی باجی سب پر بازی لے گئی۔ بلا عنوان کہانی ایک سبق آموز تحریر ہے۔ حسن رضا سردار، صفی، نقیہ، فاطمہ قادری، عائشہ فاطمہ قادری، محمد یوسف رضا قادری، کاموگی۔

لطیفوں نے تو کمال ہی کر دیا۔ م۔ ص۔ ایمن کا ناول بہت دل چسپ اور شاندار تھا۔ باقی کہانیاں بھی اپنی مثال آپ تھیں۔ آخر میں تم نونہال ساتھیوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی صلاحیتیں نکھارنے کے لیے اس رسالے کا ضرور مطالعہ کریں، لیکن اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر پڑھا کریں۔ محمد عاؤدی، معظوظی، بہاول پور۔

ماہ نامہ ہمدرد نونہال

ستمبر ۲۰۱۸ء

۱۰۸

خاص نمبر میں سب سے اچھا م۔ ص۔ ایمن کا ناول چھپکلی باجی لگا، جس نے دل جیت لیا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو بھی یہ ناول پڑھ کر سنایا۔ سب نے اس ناول کو بہت پسند کیا۔ اس کے علاوہ باقی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، مرغی کا ہنگامہ، بہت اچھی کہانیاں تھیں۔ نام پتا معلوم۔

خاص نمبر واقعی بہت خاص تھا۔ ناول عجیب، مگر اچھا تھا۔ تمام کہانیاں ٹاپ پر تھیں۔ ہند کلبا بے حد مزے دار تھی۔ خط کا بڑا حصہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ سیدہ فاطمہ عظیم، کراچی۔

آدمی ملاقات میں سب کے پورے پورے خط چھاپے جائیں تو پورے رسالے میں صرف خط ہی چھپیں گے۔

زخمی شیر، گر بیجویت سوسہ، یادش بخیر، ایک چور ایک مالی، بند کمرے کا راز، سویا ہوا گھر، پڑھنا اور سننا اور نالی ترکیب بہت ہی مزے دار کہانیاں تھیں۔ بہلول دانا کی باتیں، بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، بھوت بنگلہ، تعلیم و کردار، تین دوست، میرے ابو، محاروں کی زبان، مرغی کا ہنگامہ، پناہ گاہ، اچھا فیصلہ، میری اردو اور ہنسی گھر نے نونہال کو چار چاند لگا دیے۔ محمد احمد رضا، بیٹون، کراچی۔

کہانیوں میں ادیب کا انو ٹاپ پر تھی۔ دوسرا نمبر چھپکلی باجی، تیسرا نمبر پناہ گاہ کا ملا۔ مضامین میں پہلا نمبر مائیں نہ مائیں، دوسرا امتحان میں ٹلنے کے طریقے، تیسرا علم کے پروانے رہا۔ محمد عبدالحمید، کراچی۔

سویا ہوا گھر، تین دوست اور مرغی کا ہنگامہ مزے دار کہانیاں تھیں۔ زخمی شیر، گر بیجویت سوسہ، متاثر نہ کر سکیں۔ نجی وزیر اعظم، بہت اچھی کاوش تھی۔ م۔ ص۔ ایمن کا ناول چھپکلی باجی اچھا نہیں لگا۔ پناہ گاہ دل چسپ کہانی تھی۔ نونہال اچھی نظم تھی۔ ایک چور ایک مالی بہت ہی خوب اور مزے دار تحریر تھی۔ علی حیدر، جھنگ صدر۔

ماہ نامہ ہمدرد نونہال

ستمبر ۲۰۱۸ء

۱۰۹

ہر تحریر زبردست تھی۔ خاص نمبر کے لیے آپ بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔ نونہال کا خاص نمبر میں نے پہلی بار پڑھا ہے، کیوں کہ میں نونہال اگست ۲۰۱۷ء سے پڑھنا شروع کیا ہے۔ اس خاص نمبر کی یہ بات اچھی لگی کہ اس میں صفحات تقریباً دو گنے سے بھی زیادہ تھے اور کسی سلیپ کوئی بھی نہیں کیا گیا۔ ناول چھپکلی باجی بہت اچھا تھا اور واقعی حیرت انگیز تھا۔ محمد اقبال، پشاور۔

سب سے پہلے جا کو جگا پڑھا۔ بہت اچھا تھا۔ اسی طرح باقی نظمیں اور تحریریں پڑھیں۔ ماشاء اللہ سب اچھی تھی۔ چھپکلی باجی تو لا جواب تھی۔ شا کر اللہ کھڑی، کراچی۔

جولائی کا شمارہ اور تحفہ اچھا تھا۔ پہیلیاں بھی دیا کریں۔ سیر جہاں ہر شمارے میں دیا کریں۔ حسن ہارون، جگنا معلوم۔

بلا عنوان کہانی بہت پسند آئی۔ کہانیاں بھی بہت اچھی لگیں۔ جولائی کا شمارہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ساتھ میں قلم کا تحفہ بھی ملا۔ اللہ تعالیٰ نونہال کو اور ترقی دیں۔ مہوش حسین، بلیر، کولونی۔

سب کہانیاں میرے لیے برابر تھیں۔ شہید حکیم محمد سید کی تحریر جا کو جگا دان کی یاد کو تازہ کر دیتی ہیں۔ مسعود احمد برکانی کی تحریر بہلول دانا کی باتیں، سے بہت ہی اچھا سبق ملا۔ روشن خیالات اچھی زندگی گزارنے کے لیے بہترین نصیحتوں کا خزانہ ہوتے ہیں۔ علم در پے پڑھ کر دماغ کو تقویت ملتی ہے۔ ہنسی گھر پڑھنے سے بہت مزہ آتا ہے۔ معلومات افزا کے سوالات سے علم مزید بڑھ جاتا ہے۔ داد محمد بلوچ، ٹنڈوالہیار۔

خاص شمارہ بہت اچھا لگا۔ تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ بادشاہ کے سر پر دو سیٹنگ، تین دوست اور میرے ابو یہ کہانیاں بہت پسند آئیں۔ باقی تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ معلومات ہی معلومات سے علم میں خوب اضافہ ہوا۔ ماہ نور داد محمد بلوچ، ٹنڈوالہیار۔

ماہ نامہ ہمدرد نونہال

ستمبر ۲۰۱۸ء

۱۰۸

تمام کہانیاں زبردست تھیں اور اس مرتبہ کی مسکراہٹیں واقعی چہرے پر مسکراہٹ لے کر آئی تھیں۔ سید محمد عبدالہاسط و بہاول پور۔

ہر کہانی اپنی مثال آپ تھی۔ ناول بہت ہی زبردست تھا۔ بلا عنوان انصافی کہانی لا جواب تھی۔ محمد سنیاں فیصل، کراچی۔

پہلے جاگو جگاؤ اور پہلی بات نے ہمارا استقبال کیا۔ آگے بڑھ کر تمام تحریریں، نظمیں اور لطیفے دل کو بھائے۔ معلوماتی تحریروں کا تو ریکارڈ ٹاپ پر رہا۔ ناول چھپکلی باجی بہت اچھا تھا۔ آمہ عظیم علی، کراچی۔

جاگو جگاؤ اور پہلی بات نے ہمیں خوش کیا۔ پھر حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبولؐ نے ہمارا دل اٹھادیا اور حضورؐ کی محبت سے بھر ڈالا۔ سونے سے لکھنے کے قابل تو روشن خیالات ہی ہیں۔ بلا عنوان کہانی ٹاپ پر رہی باقی تمام تحریریں مثلاً لوہی ترکیب، پناہ گاہ، ادیب کا اغواء بادشاہ کے سر پر دو سینک اور سرفی کا ہنگامہ زبردست تھیں۔ لطیفوں نے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ م۔ م۔ امین کا ناول تو بازی لے گیا۔ سیدہ عائشہ عظیم علی، کراچی۔

آپ نے خاص نمبر کو چار چاند لگا دیے۔ سرورق دل کو بھایا۔ تمام تحریریں بہت اچھی تھیں۔ جیسے کہ تین دوست، بادشاہ کے سر پر دو سینک وغیرہ۔ بھوت بنگلہ پڑھ کر خوف بھی آیا اور مزہ بھی۔ سیدہ سارہ عظیم علی، کراچی۔

سب سے زیادہ اچھی تحریر امتحان میں نفل ہونے کے طریقے تھی۔ ناول چھپکلی باجی پرست تھا۔ تمام نظمیں بھی بہت اچھی تھیں۔ الغرض پورا خاص نمبر لا جواب اور پرست تھا۔ طہورا عدنان، نعت عدنان، کلثوم عدنان، کراچی۔

خاص نمبر تو بہت ہی خاص تھا۔ ہمیں آپ نے تو کمال ہی کر دیا۔ کہانیاں تو سب پرست تھیں جن میں بادشاہ کے سر پر دو سینک، سرفی کا ہنگامہ، زخمی شیر، دو پیسے کی برکت، اچھا فیصلہ، ہمارے ابو، دیواروں کے کان، گرجو بیٹ سوسہ تو نمبر لے

گئیں۔ م۔ م۔ امین کا اچھوتا ناول چھپکلی باجی کی تو کیا ہی بات ہے۔ ادیب کا اغواء مزے دار تھی۔ محمد زبیر، نکاح صاحب۔

ہمدردونو نہال کا خاص نمبر آخر بڑی شان کے ساتھ نونہال، وطن کے ہاتھوں میں آئی گیا۔ انتہا بہترین اور لا جواب خاص نمبر پیش کرنے میں، میں نونہال کی پوری ٹیم کول کی گبرائوں سے ڈھیروں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یحیٰی احمد خان، میرپور خاص۔

جولائی کا شمار بہت ہی اچھا لگا۔ چوں کہ جولائی کا شمار خاص نمبر تھا اس لیے قلم کا تحفہ جو آپ نے دیا وہ بہت پسند آیا۔ نکل امیں آپ کو پرنسپل صاحب سے انعام لینے ہوئے تصویر بھیج سکتی ہوں؟ عبداللہ وسوں، مشعل فاطمہ قائم خانی، ٹنڈوالہیار۔

تصویر شفاف ہو، یعنی وہند لا پن نہ ہو۔ تصویر دیکھنے کے بعد فیصلہ ہوگا۔ تصویر کے پیچھے نام پتا ضرور لکھیے۔

جاگو جگاؤ سے اچھی باتیں سیکھنے کا موقع ملا۔ پہلی بات اور اس میں نے خیال بھی اچھا لگا۔ حمد اور نعت دلوں اچھی لگی۔ بہلول دانہ کی باتیں حیران کر گئیں۔ روشن خیالات روشنی کی مانند تھے۔ دو پیسے کی برکت اور پودوں کی الرہی عمدہ تھی۔ ادیب کا اغواء سسپنس نفل ہے۔ نام پوچھیے اچھا اور معلوماتی سلسلہ ہے۔ تعلیم اور کردار اور محترمہ فاطمہ جناح بھی اچھی تحریریں تھیں۔ سعید سیاح پڑھ کر مزہ آیا۔ بادشاہ کے سر پر دو سینک مزے دار تحریر تھی۔ امتحان میں نفل ہونے کے طریقے عمدہ ہیں۔ سو یا ہوا کھر احمد عدنان طارق نے بہترین انداز سے لکھی۔ تین دوست چھوٹی، مگر اچھی تحریر تھی۔ زخمی وزیراعظم میں بادشاہ نے اچھا فیصلہ کیا۔ بیس زیادہ اچھا نہیں لگا۔ م۔ م۔ امین کا ناول چھپکلی باجی حیرت انگیز اور مزے دار تھا، لیکن اختتام کچھ مجھ میں نہیں آیا۔ پناہ گاہ اچھی کہانی تھی۔ محمد مرین عبدالرشید، کراچی۔

سلیم فرخی نے جو نیا سلسلہ نام پوچھیے حصار کیا ہے یعنی تاریخ، شخصیت، معلومات، مقابلہ یہ نیا سلسلہ نہایت

خوش آئند ہے۔ اس سے نونہالوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے ذوق و شوق میں اضافہ ہوگا۔ لافانی گر (حصہ فیصل)، عقل مند بے ذوق (چدن ادیب)، تلانی (عظمان احمد خان)، گوریلوں کے نرے میں (شیخ عبدالحمید عابد)، نرے بہت متاثر کیا۔ محمد اصغر بھٹہ، ملتان۔

خاص نمبر کے ساتھ خاص الخاص تھا۔ ساری کہانیاں پڑھ کر مزے میں مزہ آ گیا، مگر نام پوچھیے خاص نہیں تھا۔ میں نے بہت ہی تحریر آپ کو بھیجیں ہیں۔ اس میں سے ایک بھی نہیں چھپی اور اشاعت سے معذرت میں بھی میرا نام نہیں آیا۔ محمد حسان رضا، میرپور خاص۔

اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ تحریر زیر غور ہے یا باری کی منتظر ہے۔ ہم ہر شمارے میں 'آپ کی تحریر کیوں نہیں چھپتی' کے عنوان سے لکھنے والوں کو آگاہ کرتے ہیں، آپ بھی غور سے پڑھیں۔

سب سے پہلے تو میری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارکباد قبول ہو، اتنا اچھا خاص نمبر لگائے پر۔ اس دفعہ خاص نمبر کے ایک ایک حصے اور ایک ایک لفظ سے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے اس پر کتنی محنت کی ہے۔ نونہال ۶۶ سالوں سے بچوں کی تربیت کر رہا ہے۔ بے شک یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے ہمدردونو نہال بڑی خوش اسلوبی سے نبھا رہا ہے۔ بہلول دانہ کی باتیں، سرفی کا ہنگامہ، سو یا ہوا کھر، چھپکلی باجی، امتحان میں نفل ہونے کے طریقے، گرجو بیٹ سوسہ، بلا عنوان کہانی، بادش بخیر، ہمارے ابو بہترین اور سب کی سب لا جواب تھیں۔ اس کے علاوہ باقی کی ساری تحریریں اور نظمیں بھی بے حد عمدہ تھیں۔ سارا جاوید، کراچی۔

بادشاہ کے سر پر دو سینک، سو یا ہوا کھر، سرفی کا ہنگامہ،

پناہ گاہ، اچھا فیصلہ، پرست کہانیاں تھیں۔ شہید حکیم محمد سعید کی دو پیسے کی برکت سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ م۔ م۔ امین کے ناول چھپکلی باجی نے حیران کر دیا۔ بہت زبردست ناول تھا۔ بلا عنوان کہانی نے تو آکھیں نم کر دیں۔ کہانی ہمارے ابو نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ معلومات ہی معلومات علم در پیچے سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا رہا۔ لطیفے پڑھ کر ہنسنے ہنسنے پیٹ میں تل پڑ گئے۔ نونہال خبر نا۔ ایک حیران کن سلسلہ ہے۔ واسیہ اکرام، کراچی۔

خاص نمبر دیکھ کر خوشی ہوئی۔ بڑھاپا اور سارہ ایک چور ایک مانی، بہلول دانہ کی باتیں پسند آئیں۔ نظموں میں ایک یتیم کی عید ٹاپ پر تھی اور مسکراتی نظمیں بھی اچھی تھیں۔ لطیفے خاص نہیں تھے۔ کہانیوں میں ادیب کا اغواء، زخمی وزیراعظم، زانی ترکیب، بادش بخیر، بند کمرے کا راز، اور ہمارے ابو پسند آئیں۔ امینہ عہد الجہاد، کراچی۔

حمد باری تعالیٰ بہت اچھی لگی۔ بہلول دانہ کی باتیں بہت سنی آموز تھیں۔ کہانیوں میں تین دوست، سرفی کا ہنگامہ، ادیب کا اغواء، سو یا ہوا کھر، زخمی شیر، گرجو بیٹ سوسہ، اچھا فیصلہ، ہمارے ابو اور بھوت بنگلہ بہت اچھی لگیں۔ ناول چھپکلی باجی بہت اچھا لگا۔ بند کمرے کا راز ایک اچھی اور پڑ اسرار کہانی تھی۔ فرحمن الوراء، اسلام آباد۔

ہمدردونو نہال تب سے پڑھ رہی ہوں جب سے مجھے پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ مجھے یہ رسالہ بہت ہی پسند ہے۔ رورق سے لے کر آخری صفحے تک میں اسے انتہائی شوق سے پڑھتی ہوں۔ لائبریری جنت، مانسہرہ۔

خاص نمبر جاگو جگاؤ سے لے کر نونہال لنت تک بہترین تھا۔ نعت رشید احمد خاں، حیدر آباد۔

☆☆☆

معلومات افزا

سلیم فرخی

معلومات افزا کے سلسلے میں ۱۲ سوالوں کے سامنے تین ممکنہ جوابات بھی لکھے ہیں، جن میں سے کوئی ایک درست ہے۔ کم سے کم ۸ درست جوابات دینے والے نوٹہال انعام کے مستحق ہو سکتے ہیں، لیکن انعام کے لیے تمام درست جوابات بھیجے والے نوٹہالوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر تمام درست جوابات دینے والے نوٹہال ۱۵ سے زیادہ ہوئے تو پندرہ نام قرعہ اندازی کے ذریعے سے نکالے جائیں گے۔ قرعہ اندازی میں شامل ہونے والے باقی نوٹہالوں کے صرف نام شائع کیے جائیں گے۔ ۸ سے کم صحیح جوابات دینے والوں کے نام شائع نہیں کیے جائیں گے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ درست جوابات دے کر انعام میں ایک اچھی سی کتاب حاصل کریں۔ صرف جوابات (سوالات نہ لکھیں) صاف صاف لکھ کر کوپن کے ساتھ اس طرح بھیجیں کہ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۸ تک ہمیں مل جائیں۔ کوپن کے علاوہ علاحدہ کاغذ پر بھی اپنا مکمل نام پتہ اردو میں بہت صاف لکھیں۔ ادارہ ہمدرد کے ملازمین / کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔ ☆

- ۱ برصغیر میں قرآن پاک کا..... زبان میں ترجمہ سب سے پہلے (۱۷۳۷ء میں) شاہ ولی اللہ نے کیا تھا۔
- ۲ ”آریانا“..... کا پرانا نام ہے۔ (ایران - عارق - افغانستان)
- ۳ پاکستان میں ۱۸ سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کے لیے قومی شناختی کارڈ رکھنا یکم جولائی..... سے لازمی قرار دیا گیا۔ (۱۹۷۳ء - ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۷ء)
- ۴ بہرام آواری اور ضمیر صادق پاکستان کے ممتاز..... ہیں۔ (اداکار - مصور - کشتی راں)
- ۵ اقوام متحدہ کی بہت سی تنظیموں کے صدر دفاتر..... میں ہیں۔ (اداسلو - جنیوا - زیورج)
- ۶ گرین لینڈ کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا جزیرہ..... ہے۔ (نیوگنی - پورنیو - منڈغاسکر)
- ۷ ”میکسیکو“..... کا ایک ملک ہے۔ (جنوبی امریکا - شمالی امریکا - وسطی امریکا)
- ۸ ”کریملن“ روسی دار الحکومت ماسکو کا ایک..... ہے۔ (اخبار - قلعہ - دریا)
- ۹ ممتاز مصنف مختار مسعود کی پہلی تصنیف..... تھی۔ (سفر نصیب - لوح ایام - آواز دوست)
- ۱۰ ”RUBY“ ایک قیمتی پتھر ہے جسے اردو میں..... کہتے ہیں۔ (نیلم - پتھر ارج - لعل)
- ۱۱ اردو زبان کی ایک ضرب النثر یہ ہے: ”آکھ او جمل،..... او جمل“ (جھاڑ - دیوار - پہاڑ)
- ۱۲ مرزا غالب کے اس شعر کا دوسرا مصرع مکمل کیجیے:

میں نے بجنوں پہ لڑکپن میں آمد..... سنگ اٹھایا تھا کہ..... (سر - خر - در)

کوپن برائے معلومات افزا نمبر ۲۷۳ (ستمبر ۲۰۱۸ء)

نام :

پتا :

کوپن پر صاف صاف نام، پتہ لکھیے اور اپنے جوابات (سوال نہ لکھیں، صرف جواب لکھیں) اس طرح بھیجیں کہ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۸ تک ہمیں مل جائیں۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام لکھیں اور صاف لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر جوابات والے بڑے کاغذ پر چپکا دیں۔

کوپن برائے بلا عنوان انعامی کہانی (ستمبر ۲۰۱۸ء)

عنوان :

نام :

پتا :

یہ کوپن اس طرح بھیجیں کہ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۸ تک دفتر پہنچ جائے۔ بعد میں آنے والے کوپن قبول نہیں کیے جائیں گے۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام اور ایک ہی عنوان لکھیں۔

نہایت ضروری: ہر کوپن الگ الگ بڑے سائز کے کاغذ پر لگائیے۔

نونہال ادب کی دل چسپ کتابیں

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کا شعبہ نونہال ادب نونہالوں کے لیے دل چسپ اور سبق آموز کہانیاں اور معلوماتی کتابیں شائع کرتا ہے۔ ان کی قیمتیں بہت کم رکھی جاتی ہیں۔ نونہال یہ کتابیں پڑھ کر ان سے سبق بھی حاصل کرتے ہیں۔ فرصت کے وقت مفید کتابیں پڑھیے اور معلومات بڑھائیے۔

نام کتاب	مصنف / مرتب	قیمت
سورۂ رخصت	بیت الحکمہ	۳۰ روپے
پارہ عم (مکمل)	بیت الحکمہ	۱۲۰ روپے
سب سے بڑے انسان ﷺ (اردو)	حکیم محمد سعید	۵۰ روپے
سب سے بڑے انسان ﷺ (پشتو ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۷ روپے
سب سے بڑے انسان ﷺ (گجراتی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۶ روپے
سب سے بڑے انسان ﷺ (سندھی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۴ روپے
سب سے بڑے انسان ﷺ (پنجابی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۷ روپے
نونہال دینیات (آٹھ کتابوں کا مکمل سیٹ)	حکیم محمد سعید	۱۸۵ روپے
نقوش سیرت (پانچ کتابوں کا سیٹ)	حکیم محمد سعید	۱۵۰ روپے
نقوش سیرت (پانچ کتابوں کا سیٹ سندھی میں)	حکیم محمد سعید	۴۰ روپے
کتاب دوستاں	حکیم محمد سعید	۵۰ روپے
خلاش امن	حکیم محمد سعید	۲۰ روپے
سعید سپون (سندھی ترجمہ)	مسعود احمد برکاتی / محبوب بلوچ	۸۰ روپے
خوب سیرت (مکمل سیٹ)	حکیم محمد سعید	۷۵ روپے
امت کی مائیں	حسین حسنی	۴۰ روپے
رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں	مولانا فضل القدر بندوقی	۴۵ روپے

جوابات معلومات افزا ۱-۲۷۱

جولائی ۲۰۱۸ء میں شائع ہونے والے معلومات افزا ۱-۲۷۱ کے درست جوابات ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔ تمام درست جوابات دینے والے نونہالوں کی تعداد ۱۵ سے زیادہ تھی، اس لیے ان سب نونہالوں کے درمیان قرعہ اندازی کر کے ۱۵ نونہالوں کے نام نکالے گئے۔ ان سب نونہالوں کو ایک ایک کتاب روانہ کی جائے گی۔ باقی نونہالوں کے نام شائع کیے جا رہے ہیں۔

- ۱۔ حضرت موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل نے سامری کے کہنے پر پھڑکے کی پریش شروع کر دی تھی۔
- ۲۔ پاکستان کی پہلی خاتون فیئر بیگم رحمان لیاقت علی خاں کا تقرر ہالینڈ میں ہوا تھا۔
- ۳۔ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی درمیان حد بندی لائن آف کنٹرول کہلاتی ہے۔
- ۴۔ عصمت انونو ترکی کے دوسرے صدر تھے۔
- ۵۔ ۱۰ اگست ۲۰۱۷ کو وفات پانے والی ڈاکٹر رتھہ فاؤنڈیشن پاکستان میں جذام کے مریضوں کا علاج اور خدمت کرتی تھیں۔
- ۶۔ سیدون، لبنان کا ایک مشہور شہر ہے۔
- ۷۔ آئرلینڈ کی کرنسی یورو کہلاتی ہے۔
- ۸۔ صحرائی جہاز اوٹ کو جب کہ برفانی جہاز رینڈیر کو کہتے ہیں۔
- ۹۔ کانڈ کے ایک رم پیکٹ میں ۵۰۰ کانڈ ہوتے ہیں۔
- ۱۰۔ انگریزی زبان میں نماز کا پرانا نام LOVE APPLE تھا۔
- ۱۱۔ اردو زبان کی ایک کہادت ہے: ”جیسی کرنی، ویسی بھرنی۔“
- ۱۲۔ مولانا محمد علی جوہر کے اس شعر کا دوسرا مصرع اس طرح درست ہے:
ہے رنگ اک خلق کو جو ہر کی موت پر یہ اس کی دین ہے، جسے پروردگار دے

قرعہ اندازی میں انعام پانے والے پندرہ خوش قسمت نونہال

- ☆ کراچی: ہدی ملک، رمشا مبین، انیقہ عبدالجبار، یمنی بیٹ صدیق بکر، شا کر اللہ، سیدہ شکیلہ
- ☆ عظیم علی لاہور: راجین سجاد، محمد نفیس علی خان، حیدر آباد: عفان احمد، راولپنڈی: ماورافاض
- ☆ میرپور خاص: انظہر بیگ، بورے والا: محمد ارسل مجید، سرگودھا: سیف اللہ تیمور۔
- ☆ اسلام آباد: محمد علی، کالا گجراں: محمد افضل۔

بلا عنوان کہانی کے انعامات

ہمدرد نونہال جولائی ۲۰۱۸ء میں جناب حافظ محمد ادریس کی بلا عنوان انعامی کہانی شائع ہوئی تھی۔ اس کہانی کے بہت اچھے اچھے عنوانات موصول ہوئے۔ کمیٹی نے بہت غور کر کے تین اچھے عنوانات کا انتخاب کیا ہے، جو تین نونہالوں نے مختلف جگہوں سے بھیجے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱۔ اندھیرے میں اُجالا : سیدہ جویریہ جاوید، کراچی
۲۔ اللہ کا دوست : محمد عمار، راولپنڈی
۳۔ پیغام انسانیت : مشعل فاطمہ قائم خانی، ٹنڈوالہیار

﴿ چند اور اچھے اچھے عنوانات یہ ہیں ﴾

محنت میں عظمت۔ عزم عالی شان۔ خوددار بچہ۔ اپنی مدد آپ۔ انڈے والا۔
فرشتہ سیرت لڑکا۔ خود شناس۔ احساس کا رشتہ۔ رزقی حلال۔ خودی۔

ان نو نہالوں نے بھی ہمیں اچھے اچھے عنوانات بھیجے

ہذا کراچی: اریبہ عبدالاحد صوفی، محمد ابراہیم سہیل، ام ایمن، سید ماز علی ہاشمی، سیدہ اریبہ بانو، محمد معیز انصاری، محمد احمد سرور، سیدہ عائشہ عظیم علی، سفیان فیصل، سیدہ آمنہ عظیم علی، محمد حذیفہ عامر، محمد شیت عباس ابرو، شاہ بشری عالم، محمد زوہیب، سیدہ آمنہ مختار، طہور اعدنان، علینا اختر، شایان احمد، عائشہ حق، عبدالرحمن فیصل، مرطل برہان، بار محمد، جویریہ دیکم، محمد بلال صدیقی، اللہ رکھی محمد فاروق بھٹہ، عقیفہ مرسلین، پرویز حسین، العین بیٹ ڈاکٹر کشور سلطانہ، راجیلہ جمیر، ارفع احمد، شاہ کر اللہ، لائیبہ نعیم خان، ناعمہ تحریم، محمد احمد رضا عطاری، سیدہ تسبیح محفوظ علی، یعنی بیٹ صدیق بکر، عمر حسن اکرام، محمد عمر بن عبدالرشید، عربہ امین، حافظہ صہیب نعیم، خدیجہ طارق الہی، مہوش حسین، محمد عبدالحمض، محمد حمزہ، رمثانین، آمنہ بخادر، رابیہ شرف الدین، محمد حمزہ اقبال، راد شیر، محمد حمزہ تیمانی، ہامانی،

۱۲ درست جوابات دینے والے قابل نونہال

☆ کرامتی : صاحب صلاح الدین ، محمد ابراہیم تھیل ، سید صفوان علی جاوید ، سید مریم محبوب ، سیدہ سائلہ محبوب ، سید شہباز علی ، سید
 بشیر علی ، سید محمد حمزہ ، حمیدہ خالدہ ، عروپ امین ، از سلمان احمد ، عائشہ احمد ، احسن باجوہ ، سیدہ آمنہ عظیم علی ، شاہ محمد ازہر عالم ، از کن مرزا
 ☆ سائیدوال : اریہ ظفر ، لالہ ہور ، خضہ ، سجاد ، انوش فاطمہ ، حیدر آباد : سید محمد حسین شاہ ، مریم شہباز کاشف ، محمد یوسف قریشی
 ☆ درویشی : ہانیہ نور بٹ ، محمد حسن ، ماہ نور خان ، میر پور خاص : فیروز احمد ، فاطمہ محمد ایوب ، لعل آباد : نور الدین ایمان ، نواب
 شاہ : عمارہ ذوالفقار ، شہل ، نویدہ ملک سنگھ ، سعدہ کوزہ منگل ، سہ فیروز آباد : دلیر احمد کدوہ کوٹلی ، زرفشاں بابر ۔

۱۱ درست جوابات بھیجئے والے سمجھدار لو نہال

جو کراچی، نورالتائر شاہ، حاشا احمد و سیم جوکر، فاطمہ حفیظ، عبداللہ محمود و احمد قریشی، محمد عامر خان، عبدالرحمن، فاطمہ توقیر، طہ اندیم، محمد خزہ
اقبال، راہبید شرف الدین، جمیرا رضی، تجملی احمد، عمارہ اسلم، امین، نبیہ، ڈاکٹر کاشور سلطانہ، اربہ بیہ غلام محمد، آجیال خرم، علیانہ اختر، طہیدرا
عدنان، سیدہ آصفیہ، اراج زہرہ، اسلام آباد: سیدہ ہاجرہ رحمان، سیدہ عبداللہ رحمان، ہادیہ قصیر بیک، عقیفہ جمیل، ہڈو کا موگی، محمد
حسان رضا قادری، صدام حسین قادری، صفی، نور حسین قادری و علی، محمد یوسف رضا قادری، عائشہ فاطمہ قادری، نفیسہ فاطمہ قادری،
نوزیہ کوثر قادری، خدیجہ نشان، علیر نشان، حسن رضا ساردار و علی، ہڈو راو پٹنڈی، محمد جمال، ملک محمد احسن، تیر سلطانہ، ملک نور خان، شاہ
زیب احمد، میر پور خاص: مصعب عمران، محمد حسان رضا سومرو، ہڈو سکھر: محمد حبیب عباسی، علی امین، ہڈو حیدر آباد: الوشہ سلیم الدین،
محمد طہ، ہڈو بور: محمد اودا ظہر، امتیاز علی ناز، ولید اشرف، ہڈو سرگودھا: راجا حفیظ نور شید علی، ہڈو ملتان: جویریہ جعفر، آمردوان، ہڈو ڈیرہ
غازی خان: رفیق احمد ناز، ہڈو کھروڈکا: محمد ارسلان رضا، ہڈو ڈیرہ: اللہ یار: آصف علی کھوسہ، ہڈو تلمہ ٹنگ: محمد حسان عبداللہ، ہڈو سرانے
نورنگ: حنا فراز، ہڈو نواب شاہ: ثانی فراز، مرثیہ ظہر، ہڈو اوڈاؤ: سعدیہ عمر عبدالستار ملک، ہڈو جھنگ: ہادیہ حسن، ہڈو جڑال والا: طوبی
صدیقی، ہڈو بہاول پور: علوی فاطمہ بی بی، ہڈو اوڈاؤ: کنیت: عروسہ خیر علی، ہڈو گواد: بدریہ رفیق۔

۱۰ درست جوابات بھیجنے والے علم دوست نونہال

☆ کراچی: رضی اللہ عنہ خاں، محمد عبدالحق، محمد حمزہ، میر احمد، اللہ رکھی محمد فاروق بھٹہ، حیدر آباد: صاحبت خان، عائشہ الحسن، عبداللہ، نعتب رشید احمد خان، میر یوسف خاں: رفیدہ، سحر بیلا ہور، ذویا خان، حنا درویش بیٹی، شاہ عالم، علیہ، ماہ نور، قاسم۔

۹ درست جوابات سمجھنے والے مختص لونیہال

☆ کراچی: محمد زید جلال، اویسہ افروز، آمنہ بخٹوار، سیدہ نسیم کھٹو، علی محمد جلال، عامر عارف والا، مہر النساء محمد ابو بکر صدیق
☆ صادق آباد: محمد عبداللہ، ہری پور: شاہ میر عباسی۔

۸ درست جوابات بھیجنے والے بڑے امیدواروں کی فہرست

☆ کراچی: شیخ محمد حسن رضا عطاری، سندس آسیہ، خدیجہ طارق الہی، محمد عمر بن عبدالرشید ☆ شہدادپور: میونسپلٹی میں
☆ پیالہ دوست محمد: عروج رانا ☆ لاہور: خرمی بی بی خان ☆ ناسکو: فاطمہ زہرا ☆

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری ہمدرد فاؤنڈیشن کے فلاحی کاموں کا ایک حصہ ہے۔ ہر مہینے پورے پاکستان میں ہزاروں مریضوں کا فری چیک اپ کر کے فری دوائیاں دی جاتی ہیں۔ یہ فری موبائل ڈسپنریاں کراچی، لاہور، ملتان، بہاول پور، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، سکھر، حیدر آباد اور آزاد کشمیر میں مستحق مریضوں کا علاج کرتی ہیں۔

کراچی کے لیے چھ گاڑیاں درج ذیل علاقوں میں خدمت پر مامور ہیں:

غازی آباد، گلشن بہار، اورنگی نمبر 13، قائم خانی کالونی، بلدیہ ٹاؤن، نیوکراچی سیکٹر D-11، سیکٹر F-11، نئی آبادی، یوسف گوٹھ، لیاری ایکسپریس وے، خدا کی بستی، کورنگی نمبر 2، کورنگی سوکوارٹرز، کورنگی نمبر 4، ونگی گوٹھ، محمود آباد، عمر گوٹھ، ایوب گوٹھ، مدرسہ انوار الایمان، سلطان آباد، مدرسہ منبع العلوم، وھیل کالونی، اکبر گراؤنڈ، مہاجر کیمپ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 3، شفیق محلہ (لال مسجد)، نور شاہ محلہ، مواچھ گوٹھ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 7، مشرف کالونی بلاک سی، ایف، ای اور اے روڈ، لیاقت آباد پیلی کونٹری، کوثر نیازی کالونی، مجید کالونی اور لیبر۔

حمیرا رضی، ایقہ عبدالجبار، مجتبیٰ احمد، حمزہ خالد، اریبہ افروز، سید ہاڈل علی اظہر، سید شہظل علی اظہر، سید نونل علی محبوب، سید عثمان علی جاوید، رضی اللہ خان، صائمہ صلاح الدین، محمد عارف خان، عبداللہ محمود احمد قریشی، فائقہ حفیظ، عاشر احمد دسیم، بھوکہ عبدالرحمن، عروج کرن، فاطمہ توقیر، طہ اندیم، ہدیٰ ملک، نور النسا بیت ارشاد، رانا محمد ربیع، سائلہ سنگھ، محمد حسان عبداللہ، خولہ عروج، عدیلہ عائشہ، حماد سعید، فاطمہ عروج، سائلہ ساہیوال، محمد صہیب ظفر، سائلہ سرگودھا، غلام، بٹول زاہد، سیف اللہ تیور، صوفیہ انور، سکھر: محمد حبیب عباسی، سیدہ حور العین زہرہ زیدی، اکبر امین، سائلہ بہاول پور: صائمہ غلام رسول، طوبی فاطمہ مدنی، جنگ صدر، علی حیدر، زاہد حسین سیالوی، نواب شاہ: تحریم احترام، بشری اسلم، ایقہ اظہر، پیالہ دوست محمد: عروج رانا، بشری رانا کرکڑ، پشاور: محمد مہران خان، بیت محمد اقبال، کالا گجراں: محمد سعید، سیماں کوثر، گوادر: سعید رفیق، اسلام آباد: سید حارث ربیع، سیدہ ہاجرہ ربیع، ماہ نور، عقیقہ جمیل، احمد اسد علی، فرحین انور، حیدر آباد: محمد عاشر خان، محمد طہ، ماہ رخ، انوشہ سلیم الدین، عثمان احمد، عائشہ امین عبداللہ، نوب رشید احمد خان، راولپنڈی: شاہ زیب احمد، ملک نور خان، نیر سلطانہ، محمد جمال، ملک محمد احسن، زہرا نور بٹ، ماہ نور فاطمہ، ماہ نور خان، روہانینہ سرور، سیدہ شاہ عالم، لاہور: رافقہ عمران، امین سجاد، امتیاز علی ناز، سیدہ وطیبہ حسن، ہانیہ رضا، انوشہ فاطمہ، مریم ذی شان، دادو: اظہر، میر پور خاص: وقار احمد، محمد حسان رضا سومرو، نزہت ثار، سیف الرحمن، فیضان احمد خان، کنڑا فوشیہ، ردا ٹکلیل، کاموگی: محمد حسان رضا قادری، صدام حسین قادری، وحشی، نور حسین قادری، وحشی، محمد یوسف رضا قادری، عائشہ فاطمہ زیدی، نفیسہ فاطمہ قادری، فوزیہ کوثر قادری، خدیجہ نشان، حلیمہ نشان، حسن رضا سردار وحشی، سائلہ رحیم یار خان: مریم مصطفیٰ، ننگانہ صاحب: محمد زبیر عبدالغفار، فیصل آباد: بریرہ فاطمہ، کھر وڑکا: محمد ارسلان رضا، ڈیرہ اللہ یار: کبیر فاروق کھوسہ، ملتان: ام رومان، ڈیرہ غازی خان: رفیق احمد ناز، منسہرہ: ملک شہیر حسن، کوٹلی: محمد جواد چغتائی، پورے والا: محمد ارسل مجید، جزوالہ: طوبی صدیقی، بے نظیر آباد: ولید امجد کبیر، ہری پور: شاہ میر عباسی، ٹامیوالی: محمد آسامہ اکرم، شہداد پور: میمونہ بنیاس، اوہانزو: سعدیہ بحر عبدالستار ملک، صادق آباد: راؤ محمد احمد، ٹوبہ ٹیک سنگھ: سعدیہ کوثر مغل، جہلم: مدیحہ رضوان، عارف والا: محمد ابو بکر صدیق، چیچہ وطنی: محمد وحشی اللہ انور۔

Hamdard

[illegible]

ماہنامہ ہمدرد نو نہال	۱۲۰	ستمبر ۲۰۱۸ء
-----------------------	-----	-------------